

ایسی چلی جب ہوا
طیبہ یونس

ناول

طیبہ یونس

ایسی چلی جب ہوا

اپنا سر جھکائے بھاری بستہ کندھے پر رکھ کر وہ تیزی سے سکول کی طرف بڑھ رہا تھا۔سکول قریب ہی تھا تو وہ پیدل سکول جاتا تھا۔سکول کے گراؤنڈ سے ہوتا ہوا اپنی کلاس کی طرف پہنچا۔جیسے ہی اس کی کلاس روم قریب آئی اس کی رفتار آہستہ ہو گئی۔

''اوئے......موٹا......موٹا آ گیا۔''ایک بچے کی اس پر نظر پڑی۔اس نے بلند آواز سے کہا۔کلاس میں باقی بچوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔وہ سیدھا اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

''یار! آج کتنے آلو کے پراٹھے کھائے ہیں؟''ایک لڑکی نے آواز لگائی۔

''باقی گھر والوں کے لیے بھی کچھ چھوڑا ہے۔''جو کلاس کا سب سے خوبصورت لڑکا تھا۔اس نے کاغذ کا گیند بنا کر اس کے منہ پر مارا۔وہ کاغذ کا ٹکڑا اس کی ناک پر لگا۔یہ ان کا روز کا معمول تھا۔سر کلاس میں آئے تو سب اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔سر نے حاضری لگائی۔جب اس کا نام آتا تو سر بھی اسے موٹا کہہ کر پکارتے۔یہاں سے باقی سٹوڈنٹ کی ہمت اور بڑھ جاتی۔

''تم ان کو منع کیوں نہیں کرتے۔''پاس بیٹھے قاسم نے اس سے کہا۔

’’کوئی فائدہ نہیں۔ اور رٹنگ کریں گے۔‘‘ اس نے اپنی انگلش کی کتاب کھولی۔

’’کیا فائدہ سکول آنے کا۔‘‘

’’ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کیا فائدہ ہمیں سکول آنے کا۔ ہمارے والدین بھی نا......‘‘ ضحاک نے افسوس سے کہا۔

’’میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ ان کے والدین کو کیا فائدہ جب ان کی اولاد اتنی بدتمیز ہے۔ گھر پر بھی ایسے ہی ہوں گے۔‘‘ قاسم نے اپنی بات پر زور دیا۔

’’تم اس سکول میں نئے ہو۔ تھوڑے دنوں میں سب معلوم ہو جائے گا۔‘‘ ضحاک نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ سر کی آواز پر دونوں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

’’آج میرا آڈیشن ہے۔ دعا کرنا سب ٹھیک ہو جائے۔‘‘ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر فضاء اپنے آڈیشن کی تیاری کر رہی تھی۔ بار بار ٹشو سے اپنے ماتھے کا پسینہ صاف کرتی۔ ٹینشن کی وجہ سے گلا خشک ہو جاتا۔ پاس پانی کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس سے اپنی پیاس کم کرتی۔

’’پریشان نہ ہو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔‘‘ شبیر انکل نے اسے سمجھایا۔

’’بابا! وہاں پر بہت سے بچے ہوں گے۔ ٹی، وی چینل والوں نے صرف تین کو سلیکٹ کرنا ہے۔ مجھے تو اپنے لیے بہت مشکل لگ رہا ہے۔‘‘ پانی کا سپ لیا اور اپنے بابا کے پاس بیٹھ گئی۔

’’اگر ہمت نہیں ہو رہی تو رہنے دو۔ کیوں اپنے آپ کو تکلیف دے رہی ہو۔ ایسا کرو جہاں ابھی جاب کر رہی ہو۔ کافی شاپ پر، وہیں جاب کرتی رہو۔‘‘ شبیر انکل نے اخبار بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔

’’آپ مجھے حوصلہ دینے کی بجائے مجھے وہی فضول نوکری کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ سسس۔‘‘ اپنی ناک صاف کی۔ ’’کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کی بیٹی ایک شاندار ہوسٹ بن جائے۔‘‘ اس نے اپنی عینک پہنی اور اپنا بیگ کندھے پر ڈالا۔

’’تم آج پھر جا رہی ہو۔ کہا تھا نا وہ بچیوں کو نہیں لیتے۔‘‘ فیضان نے آتے ہی طعنہ مارا۔

’’میں بچی نہیں ہوں۔ ماسٹر کیا ہے صحافت میں۔ بس ایک بار چینل والے مجھے نوکری دے دیں۔ پھر تم دیکھنا کس طرح میں بڑے بڑے لوگوں کے انٹرویو لوں گی۔ تب تم مجھ سے ٹائم لے کر ملنے آنا۔‘‘

’’اب ان کے سامنے یوں اتنی ناک صاف نہ کرنا۔‘‘ فیضان نے اسے گھورا۔ فضاء نے اپنے بابا کو اللہ حافظ کہا اور گھر سے باہر چلی گئی۔

’’بابا! آپ اس کو منع کیوں نہیں کرتے۔ اتنا آسان نہیں ہے۔ یوں مائیک ہاتھ میں لے کر سڑکوں پر گھومنا۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دنیا کیسے کیسے لوگوں سے بھری پڑی ہے۔‘‘ فیضان اپنے بابا کے پاس بیٹھ گیا۔

’’میں اچھے سے جانتا ہوں۔ پر کیا کروں، ایک ہی شوق ہے اس کا۔ اللہ فضاء کو سلامت رکھے۔‘‘

’’فضاء ابھی تک خوابوں کی دنیا میں جی رہی ہے۔ جیسے سب پریوں کی کہانی میں ہوتا ہے۔ کیا بنے گا اس کا۔‘‘ فیضان یہ کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ شبیر انکل جانتے تھے کہ فیضان سچ کہہ رہا ہے۔ یہ جاب بہت مشکل ہے۔ اگرچہ وہ لوگ امریکہ میں رہ رہے تھے۔ برے لوگ ہر جگہ ایک جیسے ہوتے ہیں۔ پر بیٹی کی خواہش کے آگے وہ خاموش ہو گئے۔

⁂ ...... ⁂ ...... ⁂

گاڑی گیٹ کے آگے رکی۔ ایک پینتیس سالہ عورت اتری۔ اپنا بیگ پکڑا اور گھر کے اندر داخل ہوئی۔ بیگ اور گاڑی کی چابیاں صوفے پر پھینک دیں۔ کچن میں گئی۔ فریج سے جوس نکالا اور باہر آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ جوس پیا اور گلاس میز پر رکھ دیا۔ موبائل پر میسج آیا۔

’’آج رات پارٹی میری طرف سے۔ ٹائم پر آ جانا۔‘‘

اس نے نمبر ڈائل کیا۔

’’یار! آج رات میں نہیں آ سکتی۔ ابھی فلپ کی شادی سے آ رہی ہوں۔ بہت تھک گئی ہوں۔‘‘

’’میں انکار نہیں سنوں گی۔ یہی تو وقت ہے کہ ہم مزے کریں۔ تم بیشک جلدی چلی جانا۔‘‘ دوسری طرف سے آواز آئی۔

''اچھا ٹھیک ہے۔میں پہلے ذرا آرام کرلوں۔پھر فریش ہوکر شام کو تم سے پارلر میں ملوں گی۔''ٹینا نے یماء کو اپنا شیڈول بتایا۔

''تم واقعی میری سب سے اچھی دوست ہو۔شام کو ملتے ہیں۔''یماء نے فون بند کر دیا۔ٹینا پھر سے جوس پینے لگی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔اس کی نوکرانی تھی، میگن۔

''آجاؤ،اب کیسی طبیعت ہے تمہارے بیٹے کی؟''

ٹینا اس کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔اس کو صوفے پر بٹھایا اور خود پاس بیٹھ گئی۔

''ڈاکٹر نے کہا ہے کہ پرسوں آپریشن ہوگا۔''اسکے آنسو بہنے لگے۔

''تم فکر مت کرو۔جب وہ ٹھیک ہو جائے گا۔تب آرام سے کام پر آ جانا۔ابھی اس کو تمہاری ضرورت ہے۔''ٹینا نے اسے حوصلہ دیا۔

''میرا ایک ہی بچہ ہے۔ابھی وہ صرف آٹھ سال کا ہے۔میں اور میرا شوہر بہت محنت کر رہے ہیں۔''

''تم رکو، میں ابھی آتی ہوں۔''ٹینا اپنے بیڈروم میں داخل ہوئی۔تھوڑی دیر بعد واپس آئی۔اس نے میگن کو ایک لفافہ دیا۔

''یہ میری طرف سے رکھ لو۔تمہارے کام آئے گا۔''ٹینا نے اس سے نظریں جھکا کر کہا۔

''میڈم! مجھے پیسے نہیں چاہئیں۔آپ سے ایک اور کام ہے۔''میگن نے رقم والا لفافہ اسے واپس کیا۔ٹینا کو حیرت ہوئی۔

''تو کیا کام ہے۔''

''آپ بس میرے بیٹے میکس کے لیے دعا کریں۔مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔''

''میں دعا کروں۔''

''یس میڈم۔آپ کی دعا گاڈ ضرور سنے گا۔پلیز۔''میگن نے امید بھری نظروں سے ٹینا کو دیکھا۔ٹینا نے مصنوعی ہنسی کا سہارا لیا۔ٹینا نے وہ پیسے میگن کو زبردستی دیئے اور وہ وہاں سے چلی گئی۔

''میں اس کے بیٹے کے لیے دعا کروں۔میں......وہ مجھ سے صرف یہ کہنے آئی تھی۔''ٹینا پھر ہنسی۔

’’پاگل۔‘‘اس کی آنکھیں نم ہوگئیں۔اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔الماری کھولی،اپنا ڈریس نکالا اور واش روم چلی گئی۔

......

اپنی سٹڈی ٹیبل پر بیٹھ کر وہ اپنا سکول کا کام کر رہا تھا۔کمرے میں ایک طرف سنگل بیڈ اور دوسری طرف اس کی سٹڈی ٹیبل تھی۔دیوار پر اخبار اور میگزین سے تصویریں کاٹ کر لگائی ہوئی تھیں۔جیسے پہاڑ،جانور،گاڑیوں،برف باری درختوں کی۔اپنے سکول کے بیگ سے اس نے سائنس کی کتاب نکالی۔کتاب ٹیبل پر رکھی جیسے اسے کھولا۔اس کی نظریں وہیں جم گئیں۔مارکر سے لکھا ہوا تھا۔

’’fat elephant۔‘‘اور پاس ایک عجیب سی تصویر بنی ہوئی تھی۔اس کو نظر انداز کر کے اپنے سکول کا کام کرنے لگا۔تکلیف تو بہت ہوئی۔پر کسی کو بول نہیں سکتا تھا۔دروازہ کھولا اور اس کی امی آئیں۔

’’تمہارا ایک دوست آیا ہے۔‘‘آنٹی آمنہ بہت خوش تھیں۔ضحاک نے دیکھا تو قاسم تھا۔دونوں آپس میں ملے۔

’’بیٹا!تم نے بتایا نہیں کہ تمہارا دوست آنے والا ہے۔میں کچھ بنا دیتی۔‘‘

’’امی!مجھے یاد نہیں رہا۔‘‘ضحاک نے قاسم کو کرسی دی۔

’’آنٹی!میں اس کے سکول میں نیا آیا ہوں۔کچھ نوٹس کور کرنے تھے۔ادھر پاس ہی شفٹ ہوا ہوں۔اس لیے آ گیا۔ہم دو بھائی ہیں۔ہماری فیملی لندن سے امریکہ شفٹ ہوئی ہے۔ابو کے بزنس کی وجہ سے۔‘‘قاسم نے ساری کہانی سنا دی۔آنٹی آمنہ کو کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ رہی۔

’’اچھا ٹھیک ہے۔‘‘وہ کمرے سے چلے گئیں۔قاسم کی نظر اس کے کمرے کی دیواروں پر پڑی۔

’’یار!کیا یہ سب تصویریں تم نے کھینچی ہیں؟‘‘

’’ابھی نہیں۔پر ایک دن ضرور کھینچوں گا۔‘‘

’’تم کو فوٹو گرافر بننے کا شوق ہے؟‘‘

’’ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔‘‘

ضحاک نے بیڈ کے نیچے سے ایک ڈبہ نکالا۔اس میں بہت ساری پینٹنگز تھیں۔قاسم انہیں دیکھنے لگا۔

''واہ یار، کیا یہ سب تم نے بنائی ہیں۔I can't believe it'' قاسم حیرت سے وہ سب دیکھنے لگا۔

''بس میرے یہی دوشوق ہیں۔''ضحاک اسے اپنی بنائی ہوئی تصویروں کے بارے میں بتانے لگا۔کافی دیر دونوں یہی باتیں کرتے رہے۔آنٹی آمنہ آئیں اور انہیں فروٹ چاٹ دے کر چلی گئیں۔

''تمہاری امی تو بہت اچھی ہیں۔'' قاسم نے مزے سے چاٹ کھاتے ہوئے کہا۔

''میری امی میری دوست بھی ہیں۔''فخر سے بتایا۔

''اور کون ہے تمہاری فیملی میں؟ میری فیملی میں ہم دو بھائی ہیں۔وہ مجھ سے چھوٹا ہے۔اور ماما اور بابا ہیں۔''

''ہم پانچ بہن بھائی ہیں۔دو بہنیں اور تین بھائی۔میں سب سے چھوٹا ہوں۔''

چاٹ ختم کرنے کے بعد دونوں سکول کا کام کرنے لگے۔قاسم کی نظر اس کی کچھ کتابوں پر پڑی۔جہاں عجیب سی تصویریں اور فضول سے کمینٹ کیے ہوئے تھے۔اسے بہت دکھ ہوا۔

''ایک بات پوچھوں؟ برا مت منانا۔''

''ان سب کے بارے میں پوچھنا ہے۔''ضحاک کی نظریں اپنی کتاب کی طرف تھیں۔

''تم نے کیا کبھی اپنے گھر والوں سے شکایت نہیں کی۔میں جانتا ہوں امریکہ میں بہت bullying ہوتی ہے۔''ضحاک پہلے تو خاموش رہا پھر بولا۔

''میرے کسی بھی بھائی بہن سے اتنی دوستی نہیں۔صرف امی سے ہے۔اور پاپا کو لگتا ہے کہ ساری غلطی میری ہے۔میں پڑھائی سے دور بھاگتا ہوں۔''وہ ساتھ میں اپنا سکول کا کام کر رہا تھا۔قاسم نے گہری سانس لی۔

''جب ٹیچر ایسے ہیں تو......''

''یہ وقت بھی گزر جائے گا۔امی ایسا کہتی ہیں۔'' قاسم نے اس پر نظر ڈالی۔دونوں سکول کا کام کرنے لگے۔

''یار! اب میں چلتا ہوں۔ٹھنڈ بھی بڑھ رہی ہے۔'' قاسم نے اپنی جیکٹ پہنی اور کھڑا ہو گیا۔

''کل سکول میں ملاقات ہوگی۔''ضحاک اسے گیٹ کی طرف چھوڑنے گیا۔

''ضحاک! میں تمہارا ہمیشہ دوست رہوں گا۔تم بہت اچھے ہو۔'' قاسم نے اس سے ہاتھ ملایا اور اپنے گھر چلا

گیا۔

ضحاک نے رات کا کھانا کھایا۔اور اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔آج وہ خوش تھا کہ اسے سالوں بعد ایک دوست ملا ہے۔

⁂

گھر ایک جنت ہے جس میں سب مل جل کر پیار محبت سے رہتے ہیں۔ پر اگر ان خوشیوں کو کسی کی نظر لگ جائے تو وہ گھر جہنم بن جاتا ہے۔

''تم نے ابھی تک میرا ناشتہ نہیں بنایا۔ میں لیٹ ہو رہا ہوں۔'' انکل شبیر اپنی ٹائی ڈھونڈ رہے تھے۔

''تم اپنی چیزیں ایک جگہ نہیں رکھ سکتے۔اب میں اتنی جلدی کیا کروں۔ ناشتہ بناؤں یا ں تمہاری چیزوں کو تلاش کروں۔'' طاہرہ نے انڈہ فرائی کرتے ہوئے چلا کر کہا۔

''اگر تم رات کو میری چیزیں سمیٹ دیا کرو اور صبح جلدی اٹھا کرو تو روز یہ تماشہ نہ لگا کرے۔''

''شبیر! میں بھی جاب کرتی ہوں۔ بچوں کو بھی سنبھالتی ہوں۔تم کیا اپنا دھیان خود نہیں رکھ سکتے۔'' طاہرہ کچن سے بیڈروم میں آئی تو شبیر اپنا کوٹ پہن رہا تھا۔

''تم کو کیا ضرورت ہے جاب کی۔ میں کر جو رہا ہوں۔تم گھر سنبھالو، بچوں کو سنبھالو اسی کو اپنی جاب سمجھو۔ پر تم ہمیشہ اپنی مرضی کرتی ہو۔'' وہ آج پھر غصے سے دفتر جا رہا تھا۔

''تم کیا ایک بات روز کرتے تھک نہیں جاتے۔ کتنے چھوٹے فلیٹ میں رہ رہے ہیں۔اب یہ بچے، ان کا خرچہ۔کہاں سے پورا ہوگا۔'' طاہرہ بھی غصے سے چیخی۔

''جاب کے ساتھ جو تمہارے اور کام ہیں۔ ہر وقت شاپنگ اور دوستوں کے ساتھ گھومنا۔بچوں کو تم آرام سے ڈے کیئر میں چھوڑ دیتی ہو۔'' شبیر نے کافی کا کپ ختم کیا۔

''میں اپنے آپ کو کبھی نہیں بدلوں گی۔اپنا کماتی ہوں جہاں چاہے خرچ کروں۔''

''میرے برداشت سے باہر ہو گیا ہے۔کسی دن تم کو طلاق دے دوں گا۔پچھتاؤ گی۔'' گاڑی کی چابی نکالی اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''میں تو کہتی ہوں دو مجھے طلاق۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔'' طاہرہ نے زور سے دروازہ بند کیا۔اپنے بچوں کو تیار کرنے لگی۔

شبیر اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔سارا راستہ اپنے بچوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ایک ہی بات اس کے ذہن میں آتی کہ بچوں کو لے کر پاکستان اپنی ماں کے پاس چلا جاؤں۔

ضحاک اور قاسم کلاس روم میں تھے۔ٹیچر ابھی کلاس روم سے باہر گیا تھا۔پال بینچ پر کھڑا ہو گیا اور اونچی اونچی شروع ہو گیا۔

''ھمپٹی ڈمپٹی سیٹ ون وال۔''اس کو دیکھ کر اس کے گروپ کے باقی بچے بھی شروع ہو گئے۔ان کا نشانہ ضحاک تھا۔قاسم کو بہت غصہ آیا۔

''paul،تم نے کبھی اپنی شکل غور سے شیشے میں دیکھی ہے۔اپنا کونڈا لگتے ہو۔'' قاسم کی اس بات پر پوری کلاس ہنسنے لگی۔پال کو اپنی بے عزتی محسوس ہوئی۔اس نے بینچ سے نیچے چھلانگ لگائی اور قاسم کو کالر سے پکڑ لیا۔ساری کلاس خاموش ہو گئی۔

''پال!اس کو چھوڑ دو۔''ضحاک نے ان دونوں کو الگ کیا۔پال کے باقی دوست لیزا اور سٹیون آ گئے۔

''تم کو تو میں دیکھ لوں گا۔''پال نے اسے چھوڑ دیا۔ضحاک قاسم کو کلاس سے باہر لے گیا۔

''یار!تم کو کس نے کہا ہے کہ ان کے منہ لگو۔''

''وہ تم کو تنگ کر رہے ہیں۔تم کیوں ان کو جواب نہیں دیتے۔اگر تم موٹے ہو تو تم میں طاقت بھی زیادہ ہے۔ایک لگاؤ ان کو پھر کسی کی ہمت نہیں ہو گی تم کو تنگ کرنے کی۔'' قاسم سیڑھیوں میں بیٹھ گیا۔

''قاسم! مجھے فضول کی لڑائی میں نہیں پڑنا۔''ابھی وہ دونوں ادھر ہی تھے کہ لیزا وہاں سے بھاگتی ہوئی آئی اور ضحاک پر جوس پھینک کر واپس بھاگ گئی۔اس کے سارے کپڑے گندے ہو گئے۔قاسم اس کے پیچھے جانے لگا۔ضحاک نے زبردستی اس کو روکا۔

''میں نہیں چھوڑوں گا۔تم بہت ڈرپوک ہو۔''

”قاسم! اگر تم میرے دوست ہو تو پلیز خاموش ہو جاؤ۔“ وہ وہاں سے فوراً چلا گیا۔قاسم بھی اس کے پیچھے گیا۔ضحاک واش روم گھس گیا۔قاسم نے اسے دو تین بار بلایا پر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔کافی دیر بعد واش روم سے آیا اور منہ دھونے لگا۔اس کی آنکھیں نم تھیں۔قاسم اس کے پاس آیا۔

”تم ٹھیک ہو۔“اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

”ہاں اللہ کا شکر ہے۔تم سناؤ تم کیسے ہو؟“ضحاک نے مسکرا کر جواب دیا۔

”تم کیسے برداشت کرتے ہو۔اور ایسے ظاہر کرتے ہو کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔“ قاسم کی آواز بیٹھ گئی۔

”امی کہتی ہیں کہ ہر کسی کو اپنی تکلیف کاٹنی ہے اس دنیا میں۔شاید میری تکلیف یہی ہے۔“

وہ دونوں واش روم سے باہر آئے اور اپنی کلاس روم میں داخل ہوئے۔ضحاک اپنا بیگ لینے گیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی ساری کتابیں کلاس میں زمین پر پڑی ہیں اور ان پر کیچپ گرا ہوا تھا۔

”دیکھ لیا انہوں نے اپنا بدلہ لے لیا۔“ضحاک ان کتابوں کو صاف کرنے لگا۔

”ضحاک! تم کو معلوم ہے کہ امریکہ میں 160.000 بچے روزانہ سکول چھوڑ دیتے ہیں یا بھاگ جاتے ہیں۔اس bullying کی وجہ سے۔28% سٹوڈنٹ 6grade-12 میں ہیں۔وہ bullying کا شکار ہو چکے ہیں۔دس سے چوبیس سال کی عمر میں کتنے بچے خودکشی کرتے ہیں۔اتنے لوگ کسی بیماری جیسے کینسر، شوگر یا ہارٹ اٹیک سے نہیں مرتے جتنے bullying کی وجہ سے زندگی کی دوڑ ہار جاتے ہیں۔یعنی ہر سال تقریبا 4600 سٹوڈنٹ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ ہر روز اس ملک میں تقریباً 5.400 بچے خود خوشی کرتے ہیں۔جو 7-12grade میں ہیں۔صرف اس bullying کی وجہ سے۔یہ صرف خود خوش والے ہیں۔جو cyber bullying والے الگ ہیں۔پتہ ہے سب سے اہم بات دس سیکنڈ کے اندر bullying روکی بھی گئی۔جب اردگرد کے لوگوں نے اسے روکنے کی کوشش کی۔“

ضحاک نے اپنی ساری کتابیں بیگ میں ڈالیں اور قاسم کی شکل دیکھنے لگا۔

”تم کو اتنا کچھ کیسے معلوم ہے۔تم کو تو کچھ عرصہ ہوا ہے امریکہ آئے ہوئے۔“

”گوگل کس لیے ہے۔ضحاک! تم کو پتہ ہے سب سے زیادہ موٹے بچے bullying کا شکار ہوتے

ہیں۔“

”اچھا حیرت ہے۔ مجھے تو اس بات کا نہیں پتہ۔ تم تو بہت ذہین ہو۔“ ضحاک انجان بن گیا۔ قاسم نے اس کی شکل دیکھی۔ دونوں ہنسنے لگے۔

”میں دو دن نہیں آؤں گا۔ ضروری کام ہے۔“ قاسم نے ضحاک کو بتایا۔ اس کی گاڑی آئی اور وہ چلا گیا۔

✡......✡......✡

اپنی فائل ہاتھ میں لے کر وہ کرسی پر بیٹھی اپنی باری کا انتظار کر رہی تھی۔ باقی سب جو انٹرویو دینے آئے تھے۔ بہت تیار ہو کر آئے تھے۔ فضاء کا نمبر آیا تو وہ ڈرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ ایک کرسی کے آگے مائیک لگا ہوا تھا۔ فضاء وہاں بیٹھ گئی۔

”آپ کے سامنے سلائڈ پر کچھ لائن آئیں گی۔ ان کو اس کیمرہ میں دیکھ کر پڑھنا۔ آپ کا ٹائم اب شروع ہوتا ہے۔“

وہ کچھ موسم کی خبریں تھیں۔ فضاء مشکل سے ایک لائن پڑھ پائی۔ اسے دو اور موقعے دیئے گئے پر قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا۔

”آپ جا سکتی ہیں۔“

فضاء باہر آ گئی۔

”اف یہ نوکری بھی گئی۔ اب کیا کروں۔“ وہ اب اس جگہ سے نکلی اور سڑک پر چلنا شروع ہو گئی۔ منہ نیچے تھا اور اپنے آپ سے باتیں کرنے لگی۔

”کیا ہوا نوکری نہیں ملی۔“ فضاء ادھر رکی۔ آواز جانی پہچانی تھی۔ منہ اوپر کیا۔ وہ ہاتھ میں بڑا کیمرہ لیے کھڑا تھا۔

”تم میرا پیچھا کر رہے تھے۔“ فضاء اسے دیکھتی بولی۔

”نہ نہ نہ۔ وہ میرا کام ہی ایسا ہے۔ کبھی یہاں کبھی وہاں۔“ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

”ایک دن بہت بڑی نیوز اینکر بنوں گی۔ تب تم میرے کیمرہ مین بن جانا۔ سسس سس۔“ اپنی ناک کو

ٹشو سے صاف کیا اور پھر بیگ سے ٹافی نکالی اور منہ میں ڈالی۔

"تمہاری حرکتیں ابھی بھی بچوں والی ہیں۔خیر مجھے کوئی شوق نہیں کسی کے نیچے کام کرنے کا۔" وہ اب اپنے کیمرہ سے پاس ایک درخت کی تصویر کھینچنے لگا۔فضاء نے اسے غور سے دیکھا اور مسکرا کر بولی۔

"دوست ہی دوست کے کام آتے ہیں۔اگر تم میرے ساتھ ایک ویڈیو شوٹ کرلو تو تمہارا کیا جائے گا۔"

"میں بہت مصروف ہوں۔میں اب چلتا ہوں۔تم بھی اچھے بچوں کی طرح سیدھے گھر جانا پیدل۔"

"کیا کہا تم نے۔جن کے بچے۔" وہ ایک دم بولی۔

"کچھ نہیں۔کچھ نہیں اب چلتا ہوں۔" اس نے ساتھ ہی دوڑ لگا دی۔فضاء بھی اس کے پیچھے بھاگی۔وہ آگے تھا اور فضاء اس کے پیچھے۔اچانک فضاء کسی لڑکے سے ٹکرا گئی۔وہ گرتے ہوئے بچی۔اس لڑکے نے فضاء کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا۔

"میرا ہاتھ چھوڑو۔" فضاء زور سے چیخی۔

"اتنا شوق ہے ٹکرانے کا۔" وہ شرابی اپنے گندے دانت نکال رہا تھا۔اس نے پیچھے سے آ کر زور سے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا۔گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اس کی آنکھیں لال ہو گئیں۔فوراً فضاء کا ہاتھ چھوڑ دیا۔فضاء بھاگ کر اس کے پیچھے چھپ گئی۔

"اگر دوبارہ کسی کا ہاتھ پکڑا تو تم کو سانپ کے آگے ڈال دوں گا۔" اس نے معافی مانگی اور وہاں سے بھاگ گیا۔

"واہ سانپ کے آگے۔ویسے تم بہت طاقتور ہو۔مجھے یقین نہیں آ رہا کہ مجھے بچانے آئے ہو۔"

"تم دیکھ کر نہیں بھاگ سکتی۔چلو تم کو گھر چھوڑ دوں۔" اسے غصہ آ گیا۔فضاء چپ چاپ چلنے لگی۔ایک نظر اس پر ڈالی۔وہ غصے میں بھی کیوٹ لگتا تھا۔

❁......❁......❁

ٹینا پارلر میں تھی۔وہ جب بھی اپنا کام کرواتی ساتھ ساتھ ہدایت دیتی رہتی۔پر آج خاموش تھی۔پارلر والی نے یہ بات نوٹ کی۔

”میڈم ٹینا! کیا بات ہے۔کیا کچھ ہوا ہے؟“
”نہیں تو۔“ٹینا کسی گہری سوچ میں تھی۔
”آج آپ باتیں نہیں کر رہیں۔آج کس کی پارٹی ہے۔“اس نے دوبارہ پوچھا۔
”کیا تمہارے ساتھ کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم زمین پر بیٹھی ہو اور تم کو کوئی یہ بولے۔وہ درخت سے سب سے اونچا والا پھل توڑ کر دو؟“ٹینا اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھنے لگی۔
”جی میڈم میں سمجھی نہیں۔آپ کیا کہنا چاہ رہی ہیں؟“اسے اب حیرت ہوئی۔
”کچھ نہیں۔اب میں چلتی ہوں۔“ٹینا کھڑی ہوگئی۔بل ادا کیا اور باہر نکل گئی۔پارلر والی نے اسے روکنے کی کوشش کی کیونکہ ابھی اس کا کام مکمل نہیں ہوا تھا۔
ٹینا گاڑی میں بیٹھی اور گھر جانے لگی۔نا جانے کیا دماغ میں چل رہا تھا۔گاڑی دوسری طرف موڑ دی۔بہت دیر تک ایک ہی سڑک پر گاڑی چلاتی رہی۔کبھی جاتی تو کبھی واپس آتی۔جیسے راستہ بھول گئی ہو۔پھر ایک بلڈنگ کے پاس گاڑی روکی۔گاڑی سے باہر نکلی۔سامنے اسلامک سنیٹر تھا۔ٹینا وہیں رک گئی۔اس سے پہلے کتنی بار یہاں سے گزری تھی۔پر کبھی اسلامک سنیٹر پر اس کی نظر نہیں پڑی۔کندھوں پر بوجھ محسوس ہونے لگا۔وہاں پاس ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔

ضحاک اپنے سکول کا کام کر رہا تھا۔سب گھر والے شادی پر گئے ہوئے تھے۔سوائے راحیل انکل کے۔شادی پر نہ جانے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اس کے سب کزن اس کے موٹے ہونے کا مذاق اڑاتے تھے۔اس کے دونوں بھائی بہت سمارٹ تھے اور دونوں بہنیں بھی بہت خوبصورت تھیں۔وہ ان چاروں سے الگ لگتا تھا۔جس کی وجہ سے خاندان کی کسی پارٹی یا فنکشن سے دور رہتا تھا۔
”شکر ہے سکول کا کام ختم ہوا۔اب میں اپنی کچھ پینٹنگ کرلوں۔آج ایک بلڈنگ سے نیچے گرتی ہوئی لڑکی کی تصویر بناؤں گا۔کچھ تو الگ ہونا چاہیے۔“اپنی پینٹنگ بک نکالی اور بیڈ پر لیٹ کر تصویر بنانے لگا۔اپنے کام میں وہ اتنا مصروف تھا کہ اسے معلوم ہی نہیں ہوا کہ کب ابو دروازہ کھول کر اندر آئے ہیں۔

''تم پھر اپنے کمرے میں بند ہو۔'' وہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ ضحاک فورا سے پہلے کھڑا ہوا۔ اپنے ابو سے اسے ڈر بھی بہت لگتا تھا۔

''وہ......وہ......میرے سکول کا کام ختم ہو گیا ہے۔ تو میں......'' اس نے صفائی دی۔

''اپنے بڑے بھائیوں سے کچھ سیکھ لو۔ ہر وقت active رہتے ہیں۔ اور تم ہر وقت اپنے کمرے میں رہتے ہو۔ بس سکول سے ہو آتے ہو۔'' انکل راحیل اب اس کے کمرے کا جائزہ لے رہے تھے۔ ضحاک خاموش ہو گیا۔ کہیں جانے کا مطلب پھر وہی مسئلہ۔ آگے بہت مشکل سے سکول جاتا تھا۔ اسے یہی لگتا تھا کہ بابا ان دونوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ وہ پھر بولے۔

''آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے۔ تمہارا سب سے بڑا بھائی میرے ساتھ پراپرٹی کا کام کر رہا ہے۔ دوسرے کی بھی اچھی جاب ہے۔ اور تم نے کیا سوچا ہے۔''

''ابو! میں نے فو......فو......فوٹو گرافر بنا ہے۔'' نظریں اب فرش پر تھیں۔

''اس کے علاوہ کچھ۔ تم کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کر سکتے۔ یہ کیا تصویر بنا رہے تھے۔'' انہوں نے وہ تصویر پکڑی جو ابھی ضحاک بنا رہا تھا۔ ''اس بچاری لڑکی کو کیوں بلڈنگ سے نیچے گرا رہے ہو۔ توبہ توبہ۔''

ضحاک ہنسنے لگا۔

''وہ کہاں ہے؟ سپر مین کیا وہ نہیں بنایا۔''

''نہیں اسے اللہ بچائے گا۔''

انہوں نے وہ تصویر میز پر رکھی اور ضحاک کی طرف متوجہ ہوئے۔

''اپنی زندگی فضول کاموں میں ضائع مت کرو۔ کوئی ورزش کرو۔ اپنی زندگی کا کوئی مشن رکھو۔ اس قابل بن جاؤ کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جاؤ۔ تم کو اچھے سے معلوم ہے کہ انسانوں کی اہمیت ختم ہو رہی ہے۔ اب ہر کام مشین کے ذریعے ہو گا۔ تم کمپیوٹر کی کوئی فیلڈ میں چلے جاؤ۔ جیسے کوئی سافٹ ویئر وغیرہ۔'' انکل راحیل بہت سنجیدہ تھے۔

''جی۔''

''ہر بار یہی کہہ دیتے ہو۔اس بار تمہارا رزلٹ اچھا آنا چاہیے۔لاسٹ ٹائم بھی تمہارا رزلٹ بہت برا تھا۔ سارا دن کیا کرتے رہتے ہو۔تمہارے بڑے بہن بھائی اپنی کلاس میں ہمیشہ اچھے نمبر لیتے تھے اور تم......'' وہ کہتے ہوئے رک گئے۔موبائل کی گھنٹی بجی اور وہ کمرے سے باہر چلے گئے۔ضحاک کی آنکھیں نم ہوگئیں۔وہ اپنے بیڈ پر لیٹ گیا۔

''ہمیشہ بڑوں کی تعریف۔ایسا کرتا ہوں میں گھر سے بھاگ جاتا ہوں۔تنگ آ گیا ہوں اس زندگی سے۔'' وہ اپنے آپ کو کوسنے لگا۔''اگر اللہ مجھ سے پیار نہیں کرتے تو مجھے پیدا کیوں کیا؟''

ضحاک اپنی تکلیف بھی کسی سے بیان نہیں کرسکتا تھا کہ سکول میں اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔کس طرح اسے سکول میں ٹارچر کیا جاتا ہے۔ ہر روز رات کو وہ اپنے آپ کو صبح سکول جانے کے لیے مینٹلی طور پر تیار کرتا تھا۔

۞......۞......۞

شام ہوگئی تھی۔فضاء گھر آئی۔ بیگ اور فائل کو صوفے پر پھینک دیا اور ادھر صوفے پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔ہوڈی والی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ٹوپی سے اپنا آدھے سے زیادہ منہ چھپایا ہوا تھا۔جیب سے ٹافی نکالی اور منہ میں ڈالی۔زور سے اپنی ناک کو صاف کیا۔انکل شبیر آواز سن کر اپنے کمرے سے باہر آئے۔باہر صوفوں پر نظر دوڑائی۔ایک جگہ فضاء بیٹھی ہوئی نظر آئی۔پاس پڑی گدی بھی اس سے بڑی نظر آرہی تھی۔

''ایک تو تم کو ڈھونڈنا پڑتا ہے۔نظر ہی نہیں آتی۔'' وہ پاس ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔فضاء نے ایک نظر ان کو دیکھا اور پھر سر جھکا دیا۔

''ارے کیا ہوا ہے میری گڑیا کو۔سب ٹھیک تو ہے؟'' اس کے سر پر پیار کیا۔

''کوئی مجھے نیوز اینکر کی نوکری نہیں دیتا۔کیا بنے گا ان چینلز والوں کا۔'' ٹشو سے اپنی ناک صاف کی۔

''یہ تو واقعی دکھ کی بات ہے۔تم ایک کام کرو۔یوٹیوب پر اپنا ایک چینل کھول لو اور اس پر اپنی مرضی کی خبریں اور معلومات دیا کرنا۔'' انکل شبیر شروع سے اپنے بچوں کے دوست بن کر رہے تھے اور ان کے ہر کام میں ساتھ دیتے تھے۔

''پر بابا، مجھے سب سے بڑی نیوز اینکر بننا ہے۔ مجھے سب سے زیادہ کامیاب بننا ہے۔'' وہ ناراضگی سے

بولی۔

''بیٹا! اگر کامیابی کی بات کرتے ہو تو۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ نماز کی فکر اپنے اوپر فرض کرلو۔ خدا کی قسم دنیا کی فکر سے آزاد ہو جاؤ گے۔ اور کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ ابھی جا کر مغرب کی نماز ادا کرو۔ پھر بات کرتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے میں نماز پڑھ کر آتی ہوں۔ پھر کھانا کھاتے ہیں۔'' فضاء اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ انکل شبیر اٹھ کر کچن میں گئے۔ فریج سے سالن نکالا اور اسے مائکرو ویو میں گرم کیا۔ اتنے میں فیضان بھی نماز پڑھ کر آ گیا۔

''بابا! آپ بیٹھ جائیں۔ میں کھانا لگاتا ہوں۔'' فیضان نے کھانا لگایا۔ فضاء بھی آ گئی۔ تینوں بیٹھ کر کھانا کھانے لگائے۔ فیضان نے فضاء کا اترا ہوا چہرہ دیکھا تو اپنے بابا سے اشاروں میں پوچھا۔ انہوں نے بھی اشاروں میں اسے وجہ بتائی۔

''فضاء! دکھی نہ ہو۔ اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔ مجھے یقین ہے تم کو جاب ضرور ملے گی۔'' اگرچہ فیضان اس کی نیوز اینکر والی جاب کے خلاف تھا۔ پر اسے اپنی پیاری بہن کے لیے برا بھی لگ رہا تھا۔

''اللہ تمہاری زبان مبارک کرے۔'' اس نے بڑا سا نوالہ اپنے منہ میں ڈالا۔

''تم کسی بچوں کے شو پر کام کیوں نہیں کرلیتی۔'' فیضان نے اسے مشورہ دیا۔

''بابا! اسے بولیں اپنا منہ بند رکھے۔'' فضاء کو غصہ آیا۔

''کوئی لڑائی نہیں کرے گا۔ ایسا کرتے ہیں کہ آئسکریم کھانے چلتے ہیں۔'' انکل شبیر نے مشورہ دیا۔ تینوں گاڑی میں بیٹھے اور آئسکریم کھانے چلے گئے۔ وہ تینوں اپنی باتوں میں مصروف تھے۔ کسی نے چھپ کر دور سے فضاء کی تصویریں کھینچیں۔

......

ضحاک اپنی کلاس میں تھا۔ قاسم آج نہیں آیا تھا۔ ٹیچر ابھی کلاس میں تھی۔ پال اور لیزا بار بار مڑ کر اسے دیکھ رہے تھے اور اسے اشارے کر رہے تھے۔ وہ سمجھ گیا آج اس کی خیر نہیں۔ ٹیچر کے جاتے ہی پال اٹھ کر اس کے

پاس آیا اور اس پر پانی پھینک دیا۔کچھ سٹوڈنٹ ہنسنا شروع ہو گئے اور کچھ نے ایسے ظاہر کیا جیسے انہوں نے کچھ دیکھا ہی نہیں۔

''آج تمہارا باڈی گارڈ نہیں آیا۔'' لیزا نے اس پر رنگ پھینکا۔ضحاک نے ٹشو سے اپنا منہ صاف کیا اور پال کو زور سے دھکا دیا۔دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔لیزا اور سٹیون نے پال کا ساتھ دیا۔پال نے ضحاک کی شرٹ پھاڑ دی۔لیزا نے مارکر سے ضحاک کے منہ پر لکریں کھینچ دیں۔سٹیون نے اس کی تصویریں کھینچیں۔ضحاک بڑی مشکل سے وہاں سے بھاگا اور اپنے آپ کو واش روم میں لاک کر لیا۔اس کی ہمت جواب دے گئی اور وہ رونے لگا۔

''میں کل......سے......سکول نہیں......آؤں گا۔ابو......بھی مجھے......ہی غلط......بولیں......گے۔میں کیا......کروں۔''

وہ کافی دیر بعد واش روم سے نکلا۔اپنا منہ اچھے سے دھویا۔پر وہ مارکر کے نشانات ختم ہی نہیں ہو رہے تھے۔اس نے اپنے آپ کو شیشے میں دیکھا۔پورے چہرے پر مارکر کے نشان تھے۔اپنی کلاس میں جا رہا تھا۔راستے میں گراؤنڈ تھا۔وہاں دومنٹ کے لیے کھڑا ہو گیا۔اس کی نظر کسی پر پڑی۔

پنک سنیکر شوز پہنے ہوئے۔اوپر لال رنگ کا فراک۔ضحاک وہیں رک گیا۔وہ اس کے پاس سے گزرتی ہوئی پرنسپل کے آفس چلی گئی۔ضحاک اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا۔پر کچھ تو تھا۔وہ اپنی کلاس میں دوبارہ آیا۔ٹیچر سے اجازت لے کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''بس آج آخری دن ہے میرا اس سکول میں۔بیشک مجھے اپنا گھر ہی کیوں نہ چھوڑنا پڑے۔'' وہ فیصلہ کر چکا تھا۔تھوڑی دیر بعد پرنسپل آئیں ساتھ میں وہی بچی تھی۔

''یہ آپ کی کلاس میں نئی سٹوڈنٹ ہے۔آج اس کا پہلا دن ہے۔'' پرنسپل نے پوری کلاس پر نظر دوڑائی۔

''ضحاک! تم اسے اپنے ساتھ بٹھا لو اور اس کی مدد کر دینا۔''

وہ ادھر آ کر بیٹھ گئی۔پرنسپل کلاس روم سے چلی گئیں۔

اس نے اپنا بیگ زمین پر رکھا اور ضحاک کے ساتھ بینچ پر بیٹھ گئی۔ضحاک کا دل تیزی سے دھڑکنا شروع ہو

گیا۔ ٹیچر نے کلاس ختم کی تو بریک شروع ہوگئی۔ پال اس کے پاس آیا اور پوری کلاس کا تعارف کروانے لگا۔

''اس سے ملو یہ ہے۔ humpty dumpty'' اس نے ضحاک کی طرف اشارہ کیا۔ وہ تینوں ہنسنے لگے اور کلاس روم سے باہر چلے گئے۔

''مجھے نہیں پتہ تھا کہ اس کلاس میں جانور بھی پڑھتے ہیں۔'' اس نے بہت معصومیت سے بولا۔ ضحاک نے اب اس کی شکل دیکھی۔ پوری گڑیا لگ رہی تھی۔ ضحاک کو عجیب سا احساس ہوا۔ بولنے کا انداز بھی شاندار تھا۔ ضحاک نے اسے سکول اور سلیبس کے بارے میں انفرمیشن دی۔

گھر آ کر ضحاک بہت خوش تھا۔ آج کسی کے بنا بولے اس نے اپنے گھر کے باہر سے برف صاف کی۔ اپنی امی کے ساتھ شاپنگ پر گیا اور گھر کا سامان خریدا۔ آنٹی آمنہ نے آج اس کے اندر تبدیلی محسوس کی۔ وہ اسے لے کر برگر شاپ پر گئیں۔ دونوں ادھر بیٹھ گئے۔

''کیا بات ہے بیٹا! آج بہت خوش ہو۔'' آنٹی آمنہ نے مسکرا کر پوچھا۔ انہیں اپنے بیٹے کو خوش دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

''کچھ نہیں ویسے خوش ہوں۔'' اس نے چپس اپنے منہ میں ڈالی۔

''آج جب تم سکول سے آئے تھے تو تمہاری شرٹ پھٹی ہوئی کیوں تھی؟ اور تمہارے چہرے پر وہ نشانات......'' وہ اسے غور سے دیکھ رہی تھیں۔ ضحاک کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔

''کچھ......نہیں۔''

''ضحاک بیٹا! جانتے ہو کہ ہم راجپوت ہیں۔ اور راجپوت کبھی ڈر کر نہیں بھاگتے۔''

ضحاک نے اپنی ماں کو دیکھا۔

''بیٹا! جب روٹی پکتی ہے تو اسے بھی آگ پر سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ میری ایک خواہش ہے پوری کرو گے؟'' انہوں نے ضحاک کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''بولیں امی! کیا بات ہے۔''

''تم نے جو بھی بننا ہے، ضرور بننا۔ پر سب سے پہلے ایک اچھا انسان بننا۔ جو تمہارے ساتھ برا کرے

گا۔اللہ اسے دیکھ لے گا۔تم کبھی غلط راہ مت اپنانا۔اپنے اندر کو صاف رکھو۔دیکھنا اللہ تم کو کتنا نوازے گا۔"

ضحاک نے ہاں میں سر ہلایا۔ایک ماں ہی تھی جسے وہ کبھی دکھی نہیں کر سکتا تھا۔گھر آ کر ماں کے ساتھ کچن میں کام کروایا اور کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آ گیا۔بہت برف باری ہو رہی تھی۔کل سکول بند رہنا تھا۔وہ اپنی ڈرائنگ کرنے بیٹھ گیا۔سکول چھوڑنے کا ارادہ ترک کر چکا تھا۔ایسا پہلی بار ہوا کہ اسکا سکول جانے کو دل کر رہا تھا۔آج کافی رات تک کھڑکی کے باہر برف باری دیکھتا رہا۔

❖......❖......❖

طاہرہ اور شبیر دونوں کوٹ روم میں تھے۔وکیل نے دونوں کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کو کہا۔

"میں اس شخص کے ساتھ مزید نہیں رہ سکتی۔مجھے طلاق چاہیے۔" طاہرہ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

"بچے میرے ساتھ رہیں گے۔مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔"شبیر کو صرف بچوں کی پرواہ تھی۔

"میں نے شادی سے پہلے اس کو بتایا تھا کہ میں شادی کے بعد جاب کروں گی۔اور گھر کے کام مجھ سے نہیں ہوں گے۔میں گھر میں قید ہو کر نہیں رہ سکتی۔مجھ سے پابندیاں برداشت نہیں ہوتیں۔جب سے میری اس کے ساتھ شادی ہوئی ہے۔میری زندگی عذاب بن گئی ہے۔" طاہرہ نے اپنے حق میں بات کی۔وکیل دونوں کی بات غور سے سن رہا تھا۔

"جب میں کما رہا ہوں۔اب آپ ہی بتائیں وکیل صاحب جب کوئی آدمی گھر آتا ہے تو اس کو یہی ہوتا ہے کہ اس کا گھر صاف ستھرا ہو،اس کے لیے کھانا پکا ہو۔پر یہاں عجیب حال ہے جب پوچھو میں جاب پر تھی۔میں تھکی ہوئی تھی۔میرے دوستوں کے گھر پارٹی ہے۔بچے ڈے کیئر میں ہیں۔سارا نظام خراب ہے۔"شبیر نے اپنا دکھ سنایا۔وکیل نے دونوں کو دیکھا اور پھر بولا۔

"اس طلاق کا سب سے زیادہ اثر بچوں پر پڑے گا۔وہ دونوں ابھی چھوٹے ہیں۔میں یہی چاہوں گا کہ آپ لوگ پھر سوچ لیں۔"

"مجھے بچے نہیں چاہئیں۔مجھے اپنی زندگی بنانی ہے۔میں نے سوچ لیا ہے کہ مجھے طلاق چاہیے۔" طاہرہ اپنے فیصلے پر قائم رہی۔

”سر! ہم دونوں کے حق میں یہی بہتر ہے کہ طلاق ہو جائے۔میں روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آ گیا ہوں۔بچے اگر ایسے ماحول میں رہیں گے تو زیادہ نفسیاتی مریض بنیں گے۔میں ان کا باپ ہوں۔ان کو سنبھال لوں گا۔“شبیر بہت سنجیدہ تھا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ دونوں کی مرضی۔میرا کام آپ کو سمجھانا تھا۔آپ دونوں کل گیارہ بجے آجانا اور طلاق کے کاغذات پر دستخط کر دینا۔چونکہ میڈم طاہرہ کو بچے نہیں چاہئیں تو بچے شبیر صاحب کے پاس رہیں گے۔“

شبیر نے سکھ کا سانس لیا۔

دونوں میاں بیوی کمرہ عدالت سے باہر آ گئے۔

”اللہ حافظ! یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔اللہ تم کو خوش رکھے۔“شبیر نے طاہرہ کو دعا دی۔

”میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں۔شاید زندگی میں پھر ملاقات ہو جائے۔“ طاہرہ کو شاید بچوں کا خیال آ گیا۔دونوں نے اپنی راہ لی۔شبیر گھر آیا تو دونوں بچے سو رہے تھے۔ان کی نینی گھر چلی گئی۔شبیر صوفے پر اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔آگے راستہ بہت مشکل تھا۔وہ اکیلا ہوتا تو اسے زیادہ تکلیف نہ ہوتی۔پر اپنے بچوں فیضان اور فضاء کے ساتھ ان کی ماں کے بغیر زندگی گزارنا بہت مشکل تھا۔ایک ہی بات اس کے ذہن میں چل رہی تھی یا تو بچے پاکستان بھیج دے یا پھر اپنی ماں کو امریکہ بلا لے۔

....

فضاء کو سکول داخل ہوئے پورے چھ ماہ ہو چکے تھے۔ضحاک، قاسم اور فضاء تینوں میں اچھی دوستی ہو چکی تھی۔پال، اس کے باقی دوست اب بھی ضحاک کو تنگ کرنے سے باز نہ آئے۔

”جس طرح وہ تم کو تنگ کرتے ہیں کیوں نہ ہم بھی ان کو تنگ کریں۔“فضاء نے بریک میں قاسم اور ضحاک سے کہا۔قاسم ضحاک کی شکل دیکھنے لگا۔

”پر ہم کریں گے کیا؟“ قاسم کو تجسس ہوا۔

”کچھ ایسا کہ مزہ آجائے۔ہاہاہاہا۔“فضاء نے شیطانوں کی طرح قہقہہ لگایا۔چار دن پہلے ہی پال نے بہت برے طریقے سے ضحاک کو مارا تھا اور وہ تب سے بہت خاموش رہنے لگا۔

''ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے۔'' ضحاک کو یہ بات پسند نہ آئی۔

''تم رہنے دو ضحاک۔'' قاسم بولا۔ ''فضاء! کیا تمہارے ذہن میں کوئی پلان ہے۔ مجھے ابھی سے مزہ آ رہا ہے۔''

''ہاں کل سکول میں پارٹی ہے اور یہ تینوں نمونے بہت تیار ہو کر آئیں گے۔ بس۔ ہاہاہاہا کل وہ ہوگا۔ جو انہوں نے سوچا بھی نہیں ہوگا۔ میں کل وہ سامان اپنے گھر سے لاؤں گی۔'' فضاء نے آہستہ آواز سے کہا۔

''خبردار! جو تم نے کوئی ایسی حرکت کی۔ میں تمہارے ابو اور بھائی کو بتا دوں گا۔ ویسے بھی میں کل نہیں آ رہا۔'' ضحاک نے فضاء کو دھمکی دی۔ ضحاک اور فضاء کا گھر قریب ہی تھا اور دونوں کی فیملیز ایک دوسرے کو جانتی تھیں۔ فضاء اپنے ابو، بھائی اور دادی کے ساتھ رہتی تھی۔

''میں ضرور ان سے بدلہ لوں گی۔'' فضاء نے اپنا ہاتھ زور سے میز پر مارا اور وہاں سے چلی گئی۔ قاسم نے اسے بیسٹ آف لک کا اشارہ کیا۔

اگلے دن سکول میں پارٹی تھی۔ سب سٹوڈنٹ بہت تیار ہو کر آئے تھے۔ فضاء نے سفید رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ وہ ان دونوں کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی۔ پال، سٹیون اور لیزا نے بہت مہنگے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔

''وہ دونوں ہی ڈرپوک ہیں۔ اس لیے نہیں آئے۔ دیکھو میں اب تم تینوں کا کیا حال کرتی ہوں۔'' وہ اپنے دل میں خوش ہو رہی تھی۔ ''یہ تینوں نمونے کلاس میں ایسے پھر رہے ہیں۔ جیسے کوئی فلم سٹار ہوں۔ غرور آسمان تک پہنچا ہوا ہے۔ ہوں......'' فضاء کی نظر ان پر ہی تھی۔ وہ تینوں گراؤنڈ کی طرف گئے۔

''یہی اچھا موقع ہے۔'' فضاء نے اپنا بیگ پکڑا اور چپ چاپ کلاس سے باہر آ گئی۔ فضاء اوپر والی منزل میں تھی اس نے اوپر سے نیچے دیکھا۔ وہ تینوں گراؤنڈ میں موجود تھے۔ آس پاس کوئی نہ تھا۔ یہی سب سے اچھا موقع تھا۔ وہ چپکے سے ایک بڑے سے ستون کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ فضاء مسکرانے لگی۔ اپنا بیگ کھولا۔ اس میں بڑی احتیاط سے ایک شاپر نکالا۔ آس پاس نظر دوڑائی، کوئی نہ تھا۔ تین غبارے اپنے ہاتھ میں پکڑے۔ ان میں گندے انڈے، سرکہ، رنگ، گندی مچھلی کے ٹکڑے شامل تھے۔ ان کی بدبو اتنی گندی تھی کہ فضاء خود بے ہوش

ہونے والی تھی۔اس نے پھر نیچے دیکھا۔وہ اپنی باتوں میں مست تھے۔ایک، دو، تین۔نشانہ پکا تھا۔ان تینوں پر اپنے حصے کا پیکٹ گر گیا۔فضاء بے وقوفوں کی طرح وہیں کھڑی ان کو دیکھنے لگی۔اب ان کی چیخوں کی آوازیں آنے لگیں۔اس سے پہلے ان کی نظر اس پر پڑتی۔کسی نے فضاء کا ہاتھ زور سے پکڑا اور اسے اپنے ساتھ لے کر وہاں سے بھاگنے لگا۔

''کو......کون۔''فضاء کی بات ادھوری رہ گئی۔اس کی شکل نہ دیکھ پائی۔وہ ہوا میں اچھل رہی تھی۔وہ اسے لے کر لائبریری میں گھس گیا۔فضاء کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔وہ اسے لے کر کونے میں چھپ گیا۔

''میرا ہاتھ چھوڑو۔''فضاء کے ہاتھ پر نشان پڑ گئے تھے۔

''تم کو پتہ ہے اگر وہ تم کو دیکھ لیتے۔''ضحاک آہستہ آواز میں غصے سے بولا۔فضاء اس کی شکل دیکھنے لگی۔''تو وہ تینوں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے۔''دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

''میرا ہاتھ۔''فضاء کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ضحاک کو برا لگا۔بلیو جینز اور سفید کرتے میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

''فضاء!وہ تم کو نہیں چھوڑتے۔''پھر بولا۔

''اگر تم میرے اچھے دوست ہوتے۔تو میرا ساتھ دیتے۔''فضاء نے اسے غصے سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ضحاک نے اسے روکنے کی کوشش کی پروہ نہ رکی۔پہلے فضاء اور بعد میں ضحاک کلاس میں داخل ہوئے۔سب اپنی باتوں میں مصروف تھے۔قاسم بھی آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد پال، لیزا اور سٹیون کلاس میں آئے۔پوری کلاس کی نظر ان پر پڑی۔ان کا عجیب حال دیکھ کر سب کے رنگ اڑ گئے۔اتنی گندی بدبو آئی کہ سب نے اپنی ناک بند کر لی۔

''یہ تم نے کیا ہے۔I will not leave you۔''پال ضحاک کی طرف آیا۔وہ غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔لیزا اور سٹیون بھی آگے بڑھے۔

''پال!رک جاؤ۔وہ ابھی میرے ساتھ ہسپتال سے آ رہا ہے۔اس کی امی کی طبیعت خراب ہے۔''قاسم نے انہیں بڑی مشکل سے روکا۔ان کے پاس سے بہت گندی بدبو آ رہی تھی۔ساری کلاس اب ہنسنے لگی ان

پر۔فضاء نے ایسے ظاہر کیا۔جیسے سب کچھ اسکی سمجھ سے باہر ہو۔

''خبردار! کوئی ہنسا۔''سٹیون زور سے چلایا لیکن پوری کلاس کو روکنا مشکل تھا۔لیزا فوراً وہاں سے چلی گئی۔اس نے سنڈریلا والا قیمتی فراک پہنا ہوا تھا۔پال اور سٹیون نے بھی وہاں سے جانا بہتر سمجھا۔ضحاک کے رنگ ابھی بھی اڑے ہوئے تھے۔قاسم نے فضاء کو دیکھا اور ضحاک نے قاسم کو۔تینوں کلاس سے باہر آئے۔

''تو یہ حرکت تمہاری ہے۔''قاسم ہاتھ باندھ کر فضاء کو گھورنے لگا۔فضاء نے اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا اور مسکرانے لگی۔جیسے کوئی عظیم معرکہ مارا ہو۔

''شکر کرو،ضحاک نے تم کو بچالیا۔''

''آنٹی کی طبیعت اب کیسی ہے۔کیا ہوا ہے انہیں؟''فضاء نے ضحاک سے پوچھا۔

''کچھ ٹھنڈ لگ گئی تھی۔اب چلو یہاں سے اس سے پہلے کوئی آئے۔اور ہم پر شک کرے۔''

تینوں کلاس میں آئے۔فضاء نے اپنا بیگ لیا اور گھر چلی گئی۔قاسم اور ضحاک تھوڑی دیر بعد وہاں سے نکلے۔دونوں پیدل تھے۔

''مجھے فضاء کی حرکت پر حیرت ہورہی ہے۔پستی سی ہے اور حرکت دیکھو۔کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ کام فضاء کا ہے۔''قاسم کو اب بھی حیرت ہورہی تھی۔ضحاک خاموش رہا۔

''تم کو کیا ہوا ہے؟ آنٹی اب ٹھیک ہیں۔''قاسم نے تسلی دی۔

''ہوں۔''ضحاک کسی گہری سوچ میں تھا۔قاسم نے ایک نگاہ اس پر ڈالی۔نہ جانے اسے کیا سوجھا اور گانا گانے لگا۔

''میرے رشک قمر تو نے پہلی نظر جب نظر سے ملائی مزہ آ گیا۔

برق سی گر گئی کام ہی کر گئی آگ ایسی لگائی مزا آ گیا۔''

ضحاک قاسم کو دیکھنے لگا۔

''خیر ہے۔اس وقت یہ گانا گانے کی کیا ضرورت ہے۔''

''تم بتاؤ۔تم ٹھیک ہو۔''قاسم نے اسے آنکھ ماری۔

"بکواس بند رکھو۔" ضحاک نے اس کی کمر پر ہاتھ مارا۔ قاسم پھر گانے لگا۔ اب ضحاک بھی اس کے ساتھ گانے لگا۔

کافی دن گزر گئے اور فضاء سکول نہیں آئی۔ ضحاک کو کافی پریشانی ہونے لگی۔ وہ کافی اداس ہو گیا۔ سکول میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔ قاسم نے یہ بات بہت نوٹ کی۔

ایک دن ضحاک اپنی فیملی کے ساتھ اسلامک سینٹر سے نکل رہا تھا کہ انکل شبیر سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ انکل راحیل اور شبیر انکل آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ضحاک سے رہا نہ گیا اور پوچھ ہی لیا۔

"انکل! فضاء کہاں ہے؟۔"

اس کے ابو نے اسے گھور کر دیکھا۔ بڑے بھائی نے اس کی کمر پر ہاتھ مارا۔ یوں سوال کرنا سب کے سامنے اور وہ بھی ایک لڑکی کا۔ اگرچہ وہ امریکہ میں رہتے تھے۔ پر تھے تو پاکستانی۔

"بیٹا! وہ اب سکول کبھی نہیں آئے گی۔" انکل شبیر نے اسے بتایا۔

"کیوں، کیا ہوا ہے اس کے ساتھ؟" اس نے کسی کی پرواہ نہ کی۔ اپنے باپ کی بھی نہیں۔ جن سے اسے بہت ڈر لگتا تھا۔

"بس وہ دور چلی گئی ہے۔" وہ مسکرا کر بولے۔

"کہاں۔" اس کی پریشانی میں اضافہ ہوا۔

"اپنے گھر۔"

"کیا مطلب آپ نے اس کی شادی کر دی ہے۔" اسے شاک لگا۔ سب نے اسے گھورا۔

"ارے بیٹا! وہ پاکستان چلی گئی ہے اپنی دادی اور بھائی کے ساتھ۔" انکل شبیر نے اس کی پریشانی ختم کی۔ ضحاک کو کچھ سکون ہوا۔ وہ لوگ اپنے گھر آ گئے۔

سب کھانا کھانے لگے۔ انکل راحیل بہت غصے میں تھے۔ ضحاک بھی کھانا کھانے آیا۔ انکل راحیل کو اسے دیکھتے ہی غصہ آ گیا۔

"کیا تم کو نہیں معلوم کب کیا بات کرنی ہے؟" انہوں نے اپنا کھانا روک دیا۔ ضحاک کچن کے دروازے کے پاس رک گیا۔ سب خاموش ہو گئے۔

"تمہاری وجہ سے آج مجھے کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی ہے۔ جاہل انسان، کب تم کو عقل آئے گی۔" ان کا پارہ بہت چڑھ گیا۔

"وہ تو...... میں...... نے ایسے...... ہی...... پوچھ لیا تھا۔" اس نے اپنے حق میں صفائی دی۔

"تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔ مجھے کبھی کوئی خوشی نہ دینا۔" انہوں نے اسے دس بارہ گالیاں نکالیں۔ ضحاک اپنے کمرے میں آ گیا۔ آنٹی آمنہ کو دکھ ہوا۔ وہ کمرے میں آ کر فضاء کے بارے میں سوچنے لگا۔ آج زندگی میں پہلی بار اسے اپنے ابو کی ڈانٹ کا برا نہیں لگا۔ کم از کم جانے سے پہلے اسے ایک بار بتا تو دیتی۔ رات کے ایک بجے قاسم کو فون کیا۔

"کیا ہوا ہے۔ سب خیریت ہے۔" قاسم نیند میں تھا۔

"وہ فضاء کے بارے میں بتانا تھا۔" ضحاک نے آہستہ آواز میں بات کر رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے فضاء کو؟" قاسم کی نیند غائب ہو گئی۔

"آج اس کے ابو ملے تھے۔ وہ بتا رہے تھے کہ فضاء پاکستان شفٹ ہو گئی ہے۔" ضحاک نے اسے خبر دی۔

"ایک منٹ، تم نے یہ بات کرنے کے لیے مجھے اس وقت فون کیا ہے۔" قاسم غصہ سے بولا۔

"ہاں یہ اہم بات ہے نا۔"

"بکواس بند رکھ۔ تم کل سکول میں بھی مجھے بتا سکتے تھے۔ ایسی کون سی آفت آ جاتی۔ فضاء خود تو اڑ گئی اور تو......"

"یار ایسے مت کہو۔ دوست رہ چکی ہے ہماری۔" ضحاک نے اسے یاد دلایا۔

"وہ تیری دوست تھی میری نہیں۔ اللہ حافظ۔" قاسم نے فون بند کر دیا۔ اسے ضحاک کی عقل پر شک ہونے لگا۔ ادھر ضحاک پرسکون تھا اور کچھ اداس بھی۔

اپنا کیمرہ ہاتھ میں اٹھائے وہ art exhibition کی تصویریں کھینچ رہا تھا۔ بہت سارے پینٹرز اپنی تصویروں کے پاس موجود تھے اور آرٹ کے بارے میں لوگوں کو بتا رہے تھے۔ آرٹ کے شوقین بہت دلچسپی لے رہے تھے۔ وہ بھی اپنے کام میں بہت ماہر تھا۔ اپنی ہر تصویر کی باریکی کو نظر میں رکھ کر تصویر کھینچتا تھا۔ ایک آرٹسٹ کی تصویر لی۔ جب اس کے کانوں میں ایک آواز پڑی جو بہت جانی پہچانی تھی۔ قدم وہیں رک گئے۔

اس طرف بڑھا۔ اس کی جانب اس کی پشت تھی۔ وہ کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ ضحاک آگے بڑھا۔ دل کی عجیب سی کیفیت ہونے لگی۔ پینٹ شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ میں ڈھیر ساری بریسلیٹ تھیں۔ عینک بھی لگی ہوئی تھی۔ ضحاک ادھر رک گیا۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔ وہ جانے لگی جب ضحاک اس کے آگے آ گیا۔

''مسٹر! میں نظر نہیں آ رہی۔ اندھے ہو۔'' وہ غصے سے بولی۔

''تم فضاء ہو؟'' ضحاک ایک قدم پیچھے ہوا۔

''تم کون مسٹر۔'' عینک اونچی کی اور اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا۔

''ضحاک۔'' وہ بربڑایا۔ ''مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی کم عقل ہو۔''

''تم، ضحاک راحیل میرے ساتھ سکول میں تھے۔'' اب مسکرانے لگی۔ ''ارے ضحاک تم۔ کتنے بڑے ہو گئے ہو۔'' فضاء خوشی سے اچھل پڑی۔

''ویسے تم اتنی کی اتنی ہو۔'' ضحاک نے اپنا کیمرہ سیدھا کیا۔ فضاء اسے غصے سے دیکھنے لگی۔ اور بولی۔

''اپنے آپ کو دیکھا ہے۔ بھالو لگ رہے ہو۔''

''اتنے عرصے بعد مل رہے ہیں۔ تمہارا وہی غصہ ہے۔ کہاں چلی گئی تھی اچانک؟ آج کل کیا کر رہی ہو۔ کون سی کلاس میں پہنچی ہو۔'' اس کی اس بات پر فضاء نے اسے اپنا بیگ دے مارا اور جانے لگی پھر واپس آئی۔

''تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں نے ماسٹر کیا ہے۔ وہ بھی جرنلزم میں۔''

''فضاء! رک جاؤ۔ کافی پیئو گی۔'' ضحاک اس کے پیچھے گیا۔ وہ رک گئی۔

''ویسے ایک بات بتاؤ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟''

''میں ایک فوٹوگرافر ہوں اور یہاں کام کرنے آیا ہوں۔''

''تو پھر اپنا کام کرو۔ مجھے بھی اپنا کام کرنے دو۔ میں نے اس نمائش کے اوپر ایک آرٹیکل لکھنا ہے۔'' فخر سے بولی۔

''ٹھیک ہے بعد میں ملتے ہیں۔'' ضحاک نے اس پر نظر ڈالی اور وہاں سے چلا گیا۔ فضاء مسکرانے لگی۔ وہ پہلے جیسا ہی تھا۔ قد بہت لمبا ہو گیا تھا۔ بیگ کی جگہ اب کیمرہ تھا۔ آخر وہ فوٹوگرافر بن گیا جو اس کے بچپن کا خواب تھا۔

۞......۞......۞

''بابا آپ کو معلوم ہے کہ آج میں کس سے ملی تھی۔'' فضاء نے فریج سے جوس نکالا اور دوڑ کر صوفے پر چھلانگ مار کر بیٹھ گئی۔

''ارے کیا ہوا ہے۔ کون مل گیا؟'' انکل شبیر بھی پاس بیٹھ گئے۔ وہ ابھی کام پر جا رہے تھے۔

''بابا! آج میں ضحاک سے ملی تھی۔'' جوس کا سپ لیا۔

''کون ضحاک؟''

''وہ انکل شبیر کا بیٹا۔ وہ جو بچپن میں میرے سکول میں تھا۔ وہ جو ہمارے پڑوس میں بھی رہتا تھا۔''

''ہاں میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ بہت اچھا بچہ ہے۔ اکثر میری ملاقات ہوتی ہے۔'' وہ مسکرائے۔

''کہاں؟''

''مسجد میں، اس کے سارے بہن بھائیوں کی شادی ہوگئی ہے۔ ابھی اس کی بڑی بہن کے گھر بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ سب وہیں گئے ہیں۔ مجھے اس کے ابو نے بتایا تھا۔''

''آپ کو تو اس کی پوری رپورٹ ہے۔'' فضاء حیران ہوئی۔

''بچے! وہ اچھے لوگ ہیں۔ اچھے پڑوسی ہیں۔ میں اب چلتا ہوں، دیر ہو رہی ہے۔'' انکل شبیر چلے گئے۔ اچانک اسے ایک شرارت سوچی۔

''وہ سب گھر پر نہیں ہیں۔ اس کا مطلب ضحاک گھر پر اکیلا ہے۔''

گھر سے باہر نکلی۔شام ہو چکی تھی۔اس کا گھر پاس ہی تھا۔گھر تلاش کرنے میں مشکل نہ ہوئی۔باہر سے نام پڑھ لیا۔''مسٹر راحیل راجپوت۔''اپنے ہڈی کی ٹوپی سر پر پہنی اور آگے بڑھی۔ایک کار آ کر رکی۔اس سے ضحاک اترا۔فضاء فوراً درخت کے پیچھے چھپ گئی۔

اپنا کیمرہ پکڑا اور ایک بیگ نکالا اور گھر میں چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد اوپر والے کمرے کی لائٹ آن ہوئی۔فضاء مسکرائی۔

''اس کا مطلب وہ اس بھالو کا کمرہ ہے۔''

اندھیرا اور بڑھ گیا۔آس پاس نظر دوڑائی۔اس کے گھر کی دیوار کے پاس آئی،اوپر دیکھا۔پاس ایک کچرے کا ڈبہ تھا۔اسے کھینچ کر لائی۔اس کے اوپر چڑھ گئی۔بڑی احتیاط سے ایک کھڑکی کو پکڑ کر اوپر ہوئی اور ایک چھوٹی سی شیلف پر پہنچ گئی۔اپنے جوگر شوز کی مدد سے پھر ایک پائپ کے سہارے اور اوپر کو ہوئی اور ضحاک کے کمرے تک پہنچ گئی۔قسمت سے کھڑکی کھلی تھی۔اندر داخل ہوئی۔

کمرہ بہت بڑا تھا اور صاف ستھرا۔ہر جگہ مختلف قسم کی تصویریں لگی تھیں۔ایک چھوٹا سا سٹوڈیو بنا ہوا تھا۔فضاء کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔جب ضحاک اندر داخل ہوا۔جیسے ہی اس کی نظر فضاء پر پڑی۔اس کے منہ سے چیخ نکلی۔پھر فوراً اپنے آپ کو سنبھالا۔فضاء بھی ڈر گئی۔

''تم......یہاں......کیسے؟۔''ضحاک کو یقین نہیں آ رہا تھا۔فضاء کو شرمندگی ہوئی۔

''وہ میں یہاں سے گزر رہی تھی تو سوچا......''وہ کہتے ہوئے رک گئی۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تم یہاں۔یہاں سے گزر رہی تھی۔''وہ اب اندر داخل ہوا اور ہنسا۔اس نے میز پر پیزا کا ڈبہ اور اپنی کافی رکھی۔

''اچھا اب بیٹھ جاؤ۔پہلے یوں اچانک چلی گئی۔اور اب اچانک میرے کمرے میں۔''ضحاک نے کھڑکی بند کی۔فضاء ڈر گئی۔یوں کسی کے کمرے میں گھس جانا۔

''میں چلتی ہوں۔''

''فضاء! رک جاؤ۔تم کو کھا نہیں جاؤں گا۔اچھا یہ بتاؤ اپنی پڑھائی کہاں سے مکمل کی ہے۔کیا کوئی جاب کر

رہی ہو۔دادی اور بھائی کیسے ہیں؟''ضحاک نے ماحول بدلنے کی کوشش کی۔پھر بولا''پلیز بیٹھ جاؤ۔''

فضاء ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

''دادی امی فوت ہوگئی ہیں۔اس لیے واپس آ گئے۔بھائی ٹھیک ہے۔جاب کر رہا ہے۔''فضاء لگاتار نیچے دیکھ رہی تھی اور بہت آہستہ آواز میں بات کر رہی تھی۔''میں نے اپنی پڑھائی پاکستان سے مکمل کی ہے اور یہاں ایک چینل میں نیوز اینکر بننے کے لیے کوشش کر رہی ہوں۔''

''گڈ۔اچھی بات ہے۔لو یہ پیزا کھاؤ۔''ضحاک نے پیزا کا ڈبہ اس کے آگے کیا۔''کافی پیو گی۔آج بھی آفر کی تھی۔چلو اب پی لو۔''

''نہیں یہ تمہارا ہے۔تم کھاؤ اب میں چلتی ہوں۔رات ہو رہی ہے۔''

''صرف ایک کافی۔ویسے ایک کافی مشین میرے کمرے میں بھی ہے۔''اس نے فوراً کافی بنائی۔

''میں جا رہی ہوں۔تمہیں سمجھ نہیں آ رہا۔''فضاء کو اب غصہ آیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔''ضحاک نے کافی میز پر رکھ دی۔فضاء کو اب اور شرمندگی ہوئی۔واپس کرسی پر بیٹھ گئی اور کافی پینے لگی۔

''میں تم کو اپنی تصویریں دکھاتا ہوں۔جو میں نے لی ہیں۔''ضحاک نے کمپیوٹر کی سکرین فضاء کی طرف کر دی۔فضاء ساتھ میں کافی پینے لگی اور بہت غور سے ان تصویروں کو دیکھ رہی تھی۔ضحاک اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ سر کے پیچھے رکھ کر فضاء کو دیکھنے لگا۔

''اب میں چلتی ہوں۔''فضاء نے کپ رکھا اور جانے لگی۔وہ دروازے کی طرف گئی۔

''فضاء! کھڑکی اس طرف ہے۔''ضحاک فوراً بولا۔فضاء نے مڑ کر اسے غصے سے دیکھا۔

''مذاق کر رہا تھا۔آؤ تم کو چھوڑ آؤں۔''ضحاک نے اپنی جیکٹ لی اور اسے اس کے گھر کے پاس چھوڑ کر آیا۔فضاء اپنے کمرے میں آئی۔فریش ہوئی اور اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔وہ ان تصویروں کے بارے میں سوچنے لگی جو ضحاک نے کھینچی تھیں۔اسے اپنا سکول کا وقت یاد آ گیا۔

''کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی ضحاک ہے۔جسے بچے سکول میں تنگ کرتے تھے۔''اسے حیرت بھی ہوئی۔''وہ

لیزا اور پال کا کیا بنا۔اب ضحاک سے ملوں گی تو پوچھوں گی۔'' اسے پاکستان میں گزرا ہوا وقت بھی یاد آ گیا۔اسکی آنکھیں نم ہو گئیں۔کب نیند آئی اور وہ دنیا کی فکر سے آزاد ہو گئی۔

......

فضاء آفس کے باہر بیٹھ کر ضحاک کا انتظار کر رہی تھی۔وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ مصروف تھا۔جب وہ چلے گئے تو فضاء اندر گئی۔ضحاک فون پر بات کر رہا تھا۔وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔آفس کو دیکھنے لگی۔وہ بہت چھوٹا کمرہ تھا۔ضحاک نے فون بند کیا اور اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''کیسی ہو فضاء؟تم کو یہاں کا پتہ کس نے دیا۔''

''جب کل تمہارے گھر آئی تھی تو وہاں میز پر یہ کارڈ تھا۔جو میں نے اٹھا لیا۔'' فضاء نے وہ کارڈ میز پر رکھ دیا۔

''کیا بات ہے تمہاری۔خیر کیا لو گی۔''

''پانچ ہرن۔''

''کیا؟ارے میرا مطلب ہے کہ پینے میں کیا لو گی۔جیسے چائے،کافی یا جوس وغیرہ۔'' ضحاک ہنسنے لگا۔

''اور یہ سب کون لائے گا۔یہاں تو صرف ایک کمرہ ہے۔جو تم نے لازم کرائے پر لیا ہوگا۔''

''وہ کیا ہے پینے کا سامان میں پاس والی شاپ سے لاؤں گا۔اور کھانے کے لیے آرڈر دوں گا۔''

''واہ۔تم کسی چینل والے کو جانتے ہو؟'' فضاء نے اپنا سوال کیا۔

''جانتا تو ہوں پر......''

''سچ میں۔'' فضاء خوش ہوئی۔''کیا مجھے کہیں ایک نیوز اینکر کی جاب مل سکتی ہے۔''

''یہ اتنا آسان نہیں ہے۔اس کے لیے پہلے آڈیشن ہوتے ہیں۔وہ بھی تب اگر چینل والوں کو کسی نئے چہرے کی ضرورت ہو۔اور تم......'' وہ کہتے ہوئے رک گیا۔

''اور تم سے مراد۔مجھ میں کیا کمی ہے۔میری انگلش بہت اچھی ہے۔''

''بات انگلش کی نہیں ہے۔بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں۔اب تو نیوز اینکر کسی ماڈل سے کم نہیں ہوتیں۔وہ

تو اپنی فٹنس پر بہت دھیان دیتی ہیں۔ اور پھر لباس......'' اس لفظ پر اس نے زور دیا۔ فضاء جیب سے ٹافی نکال کر منہ میں ڈالنے والی تھی۔ ضحاک کی بات پر رک گئی۔

''میں وہ دیکھ لوں گی۔'' ٹافی واپس جیب میں ڈالی۔

''تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہی۔ خیر مجھے ابھی کام ہے۔ بعد میں بات کرتے ہیں۔'' وہ اٹھ کر جانے لگا۔ فضاء بھی کھڑی ہوگئی۔

''صاف بول دو۔ نہیں کرسکتا۔ پہلا کام کہا تھا۔'' وہ دونوں باہر آ گئے۔

''اگر کسی چینل والوں کو نیوز اینکر کی ضرورت ہو گی تو میں تم کو بتا دوں گا۔ آؤ تم کو گھر چھوڑ دوں۔'' ضحاک نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

''نہیں مجھے مارکیٹ جانا ہے۔ خود چلی جاؤں گی۔''

''میں چھوڑ دیتا ہوں۔'' ضحاک نے پھر کہا۔ فضاء نے اسے دیکھا اور پھر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

⁂......⁂......⁂

فضاء ہاتھ میں مائیک پکڑے دھوپ میں کھڑی تھی اور لڑکے اور لڑکیاں بھی ہاتھ میں مائیک پکڑے ایک بلڈنگ کے آگے کھڑے تھے۔ سب مختلف چینلز سے تعلق رکھتے تھے۔ فضاء کو بھی ایک چینل پر نیوز رپورٹر کی جاب ملی تھی۔ اس کی جاب کو ایک ماہ ہوا تھا اور وہ بہت خوش تھی۔

ایک بہت بڑی امریکن سنگر اس بلڈنگ میں اپنا گانا ریکارڈ کروا رہی تھی۔ جیسے ہی وہ باہر نکلی، سب نیوز رپورٹر اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور اس سے مختلف سوال کرنے لگے۔ فضاء نے بھی کوشش کی اس سے سوال کرنے کی۔ پر اسے موقع نہ مل سکا۔ جب وہ جانے لگی تو فضاء اس کی گاڑی کے دروازے کے پاس کھڑی ہوگئی۔

''میڈم! کیا آپ ہمارے چینل پر آئیں گی۔ میں نے آپ کا انٹرویو کرنا ہے، پلیز۔'' فضاء مسکرا کر بولی۔ اس امریکن سنگر نے ایک نظر فضاء پر ڈالی۔ پینٹ شرٹ پہنی ہوئی، ایک ہاتھ میں ڈھیر ساری بریسلیٹ، عینک پہنی ہوئی۔ بالوں کی پونی ٹیل بنائی ہوئی تھی۔

''اچھا آؤں گی۔ اگر تم انٹرویو لو گی تو...... ورنہ نہیں آؤں گی۔'' سنگر نے کہا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی اور چلی

گئی۔فضاء کو یقین نہ آیا۔
''واہ اتنی بڑی سنگر تمہارے شو پر آئے گی۔کیا بات ہے۔'' دوسرے نیوز چینل کی ایک رپورٹر لڑکی نے کہا۔
باقی سب بھی حیران ہوئے۔وہ اس وقت کی سب سے بڑی اور مہنگی ترین سنگر تھی۔
فضاء خوشی سے اوچھل پڑی۔اپنے نیوز چینل کے دفتر پہنچی۔ایک پروگرام کے ڈائریکٹر نے فضاء کو اپنے ساتھ ہوسٹ کے طور پر کام کرنے کو کہا۔ساری تیاری کرلی گئی۔فضاء اچھے سے تیار ہوئی اور جس جگہ اس کا انٹرویو لینا تھا۔وہاں آکر پریکٹس کرنے لگی۔تھوڑی دیر بعد وہ سنگر آ گئی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ابھی شو شروع ہونے میں ٹائم تھا۔وہ اپنا میک اپ کروا رہی تھی۔فضاء کی نظر کیمرہ مین پر پڑی۔ضحاک دوسرے کیمرہ مین کو ہدایت دے رہا تھا۔فضاء ضحاک کے پاس گئی۔
''تو سارا کنٹرول تم سنبھال رہے ہو۔یہ میرا پہلا انٹرویو ہے۔اچھے سے کور کرنا۔لاکھوں لوگ اسے دیکھیں گے۔'' ساتھ میں اپنے بال ٹھیک کر رہی تھی۔
''تم ایک کام کرو۔'' ضحاک کیمرہ سے دیکھتے ہوئے بولا۔''اپنے صوفے کی سیٹ پر تین تکیے رکھ لو یا ایک کام اور کرو۔اپنے صوفے کے نیچے کچھ رکھ لو۔اس طرح تمہارا قد لمبا لگے گا۔''
''بکواس بند رکھو،اپنا کام کرو۔'' فضاء نے ضحاک کو آہستہ سے کہا اور ساتھ میں اسے مکا مارا۔
''یار!اس سنگر کا قد کتنا لمبا ہے۔اور تم، پدی۔مجھے مشکل ہو رہی ہے۔'' ضحاک مسکرانے لگا۔
''شو شروع ہونے والا ہے۔تم سے بعد میں بدلہ لوں گی۔'' فضاء جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔شو شروع ہوا اور بہت اچھا رہا۔جب انٹرویو ختم ہوا تو سنگر اور فضاء آپس میں باتیں کرنے لگیں۔
''وہ تمہارا بوائے فرینڈ ہے؟'' امریکن سنگر نے پوچھا۔
''ہرگز نہیں۔ہم صرف دوست ہیں۔سکول میں ساتھ پڑھتے تھے۔'' فوراً بولی۔
''مجھے لگتا ہے کہ تم اس سے پیار کرتی ہو۔جس طرح تم اس پر اپنا حق جتا رہی تھی۔وہ بھی تم سے پیار کرتا ہے۔'' سنگر نے غور سے فضاء کی آنکھوں میں دیکھا۔
''ایسا تو کچھ نہیں ہے۔آپ یہ سب کیسے کہہ سکتی ہیں؟'' فضاء نے اپنی نظریں چرا لیں۔

''میں نے ابھی تھوڑی دیر میں یہ بات نوٹس کی ہے۔وہ تمہاری بہت عزت کرتا ہے۔''

''تو کیا میں اس کو شادی کے لیے کہوں۔یہ عجیب نہیں ہوگا۔وہ کیا سوچے گا۔''فضاء نے سنگر کے قریب ہو کر کہا۔

''ویسے شادی کی بات تو میں نے نہیں کی......پر دیکھ لینا وہ فوراً ہاں کہہ دے گا۔''

فضاء شرمندہ ہوئی۔کیسے فوراً اس نے شادی کی بات کہہ دی۔

......

فضاء تین دن تک ضحاک کے بارے میں سوچتی رہی اور آخر کار ایک نتیجے تک پہنچی۔سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی۔بال کھلے چھوڑ دیئے۔مارگیٹ گئی اور ضحاک کے لیے ایک چھوٹا بھالو پسند کیا۔چاکلیٹ لیں اور ضحاک سے ملنے اس کے آفس پہنچی۔وہ اپنے کام میں مصروف تھا۔اس کا حلیہ آج بہت عجیب بنا ہوا تھا۔آفس کا کمرہ بھی آج کافی گندا تھا۔

''کیسے ہو ضحاک؟''فضاء کرسی پر بیٹھ گئی۔

''یہاں آنے کا مقصد۔اب کیا کام ہے۔''سنجیدہ لہجے میں بولا۔دھیان اپنے کام کی طرف تھا۔

''وہ ایک بات کرنی تھی۔''فضاء کو جھجک ہوئی۔

''میرے پاس وقت نہیں ہے۔جلدی بولو۔''

''وہ......وہ......میں تمہارے......لیے کچھ......لائی تھی۔''فضاء نے وہ گفٹ میز پر رکھا۔ضحاک نے ایک نظر فضاء کو دیکھا اور ایک نظر اس گفٹ پر ڈالی۔پھر اپنا کام کرنے لگا۔

''کھول کر نہیں دیکھو گے۔''فضاء کو اب شرم آنے لگی۔ضحاک نے گفٹ کھولا۔اندر ایک بھالو،چاکلیٹ کا ڈبہ اور ایک کارڈ تھا۔

''یہ سب کیا ہے؟''ضحاک نے سب میز پر پھینک دیا اور کرسی پر ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا۔

''وہ کیا تم نے......کبھی......شادی کے بارے......میں......سوچا......ہے۔''فضاء اپنے دوپٹہ سے کھیلنے لگی۔''کیا تم......مجھ سے......شادی کرو......گے۔''اس کی نظریں نیچے تھیں۔

”کیا مطلب ہے اس بکواس کا۔“

”اگر ہم دونوں......ایک ہو جائیں......تو۔“

”تم کو معلوم ہے کہ کیا بول رہی ہو۔ مجھے اپنا نوکر سمجھا ہے کہ جو چاہو گی وہی ہو گا۔“

فضاء کو اس کا لہجہ بہت اکھڑا ہوا لگا۔

”میں......نے ایسا......کب کہا۔“

”تم شاید آج بھی خوابوں کی دنیا میں رہتی ہو۔ کیا کبھی میں نے تم سے کچھ ایسا کہا۔ اگر ہماری دوستی ہے اس کا مطلب ہم شادی کر لیں۔ اپنی حرکتیں دیکھی ہیں۔ ہر وقت تو چھوٹے بچوں کی طرح ٹافیاں کھاتی رہتی ہو۔ عقل سے کبھی کام نہیں لیتی۔ جو دل چاہا کرنے نکل پڑی۔ میری اور تمہاری سوچ میں بہت فرق ہے۔ ہر وقت مجھ پر اپنا رعب ڈالتی ہو۔ بدتمیزی سے بات کرتی ہو۔ اور یہی سوچا ہو گا اس سے شادی کر لوں۔ ساری زندگی میری باتیں مانتا رہے گا۔“

”تم غلط سمجھ رہے ہو۔ مجھے لگا......“ آنکھیں نم ہو گئیں۔

”یہی تمہارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ تم کو جو لگتا ہے وہی ٹھیک ہے۔ اور یہ کیا ہے بھالو۔“ ضحاک نے میز پر پڑے چھوٹے سے بھالو کی طرف اشارہ کیا۔ ”یہ میرا مذاق اڑانے کے لیے لائی ہو۔ اب جاؤ یہاں سے۔“ اپنے لیپ ٹاپ پر دوبارہ کام کرنے لگا۔ فضاء شاکڈ رہ گئی۔ ضحاک اس کی یوں بےعزتی کرے گا۔ اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ آنسو بہت تیزی سے بہنے لگے۔ اپنا بیگ پکڑا اور کھڑی ہو گئی۔

”میں تمہاری توہین کرنے نہیں آئی تھی۔“ صرف اتنا کہا اور کمرے سے باہر آ گئی۔

سڑک پر آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ آنسو صاف کرتی پھر نکل آتے۔ گھر آ کر سیدھا اپنے کمرے میں گھس گئی۔ بیڈ پر لیٹی اور اپنے چہرے پر تکیہ رکھ لیا۔ دماغ میں بہت کچھ چل رہا تھا۔ انکل شبیر آئے۔ اسے دو تین آوازیں دیں۔ پر جب کوئی جواب نہ ملا تو چلے گئے۔ سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔ اپنے بیگ سے پین کلر نکالی اور کھا لی۔ دوبارہ لیٹ گئی اور سو گئی۔ رات کو دیر سے آنکھ کھولی تو بھوک لگ رہی تھی۔ نیچے کچن میں آئی اور کھانا کھانے لگی۔ آواز سن کر انکل شبیر کچن میں آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔

''طبیعت ٹھیک ہے؟ کھانے پر نہیں آئی۔''

''جی ابو ایسے سر میں درد ہو رہا تھا۔ دوا کھائی ہے۔'' اپنے ابو کے سامنے رونا چاہتی تھی۔ پر خود پر کنٹرول رکھا۔

''میں نے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ وہ تمہارے لیے ایک رشتہ آیا ہے۔''

فضاء کھانا کھاتے ہوئے رک گئی۔ ''میرے دوست کا بیٹا ہے۔ پاکستان میں رہتا ہے۔ اگر تم ہاں کہو تو......''

''مجھے منظور ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔'' فضاء اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ شبیر انکل نے اسے بہت ساری دعائیں دیں۔ وہ واپس اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔

''آج ہی سب ہونا تھا۔ ضحاک مجھے صاف انکار کر دیتا۔ پر یوں میری توہین نہ کرتا۔ اور ابو کو کیا وجہ دیتی انکار کی۔ میں اب ساری زندگی اس کے انکار پر دکھ بھری زندگی تو نہیں جی سکتی۔''

سر میں پھر درد شروع ہو گیا۔ دوا لی اور سو گئی۔

شبیر انکل، فضاء اور فیضان پاکستان آئے اور فضاء کی شادی اپنے دوست کے بیٹے حارث سے کر دی۔ حارث ایک کالج میں پڑھتا تھا۔ شادی کے چند دن بعد فیضان اور انکل شبیر واپس آ گئے۔ شادی کے ایک ماہ بعد فضاء دوپہر کو لیپ ٹاپ پر بیٹھی تھی اور اپنا انٹرویو والا ویڈیو دیکھ رہی تھی۔ حارث بھی پاس آ کر بیٹھ گیا۔

''کیا دیکھ رہی ہو؟''

''میں نے امریکہ میں ایک بہت بڑی سنگر کا انٹرویو لیا تھا۔'' فضاء نے اسے فخر سے بتایا اور اپنا لیپ ٹاپ حارث کے آگے رکھ دیا۔ یہی فضاء نے سب سے بڑی غلطی کر دی۔ جیسے ہی حارث نے وہ انٹرویو دیکھا وہ آگ بگولہ ہو گیا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔

''تو تم امریکہ میں یہ سب کرتی تھی۔ تمہارا باپ تو تمہاری بہت تعریفیں کرتا تھا۔'' اتنا ہی کہنا تھا کہ اس نے فضاء کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔ فضاء اچھل کر زمین پر دور جا گری۔ حارث غصے سے پاگل ہو گیا اور چلانے لگا۔

”بے غیرت عورت! میری زندگی تباہ کردی۔ دفعہ ہو جاؤ میری زندگی سے۔ اپنی ماں جیسی نکلی۔“ حارث کی ماں اور دو بہنیں ان کے کمرے میں پہنچیں۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا کر دیا اس نے؟“ آنٹی ندا نے اسے پیچھے کیا۔

”ہمارے سامنے تو بڑی نیک بنتی ہے۔ حرکتیں دیکھی ہیں اس میڈم کی جو یہ امریکہ میں کرتی تھی۔“ وہ اب بھی غصے میں بول رہا تھا۔ فضاء تو بے ہوش ہو چکی تھی۔ آنٹی ندا نے اسے کمرے سے باہر نکالا۔ اپنی بیٹی کو کہہ کر فضاء کو بستر پر لٹایا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگیں۔

فضاء جب ہوش میں آئی تو وہ کمرے میں اکیلی تھی۔ اپنا ہاتھ سیدھا کیا تو درد سے اس کی چیخ نکلی۔ دماغ گھومنے لگا۔ آنسو بہنے لگے۔ اس نے سوچا نہ تھا کہ یہ سب اس کے ساتھ ہوگا۔ حارث کی بہن کمرے میں داخل ہوئی۔ میز پر زور سے کھانا رکھا۔

”یہ مگرمچھ کے آنسو بہانا بند کرو۔ کچھ کھا لینا مر گئی تو ہمارے سر پر الزام نہ لگانا۔ نوکر نہیں ہوں جو تمہارا کام کروں۔“ دو چار اور فضول باتیں کیں۔ کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا اور وہاں سے چلی گئی۔ فضاء ہمت کر کے اٹھی۔ پورے جسم میں درد ہو رہا تھا۔ آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ واش روم گئی۔ کپڑے بدلے تو جسم پر جگہ جگہ نیل کے نشانات تھے۔ باہر آئی بہت کمزوری ہو رہی تھی۔ کھانا کھانے لگی۔ دو چار نوالے لیے ہوں گے کہ قے آئی۔ انکل شبیر کو فون کرنے ہی لگی تھی۔ آنٹی ندا اس کے کمرے میں آ گئیں اور اس سے فوراً فون چھین لیا۔

”میرے بیٹے کو معاف کر دو۔ وہ ذرا غصے والا ہے۔ تم نے بھی تو کوئی غلطی کی ہو گی۔“ وہ اس کے پاس بیٹھ گئیں۔ فضاء حیران ہو کر ان کی شکل دیکھنے لگی۔

”تم اب آرام کرو۔ یہ دوائی کھا لینا۔ حارث کو میں سمجھا دوں گی۔“ اسے دوا دی اور اس کا موبائل ساتھ لے گئیں۔ فضاء کو حارث سے زیادہ اپنی ساس کے رویے پر رونا آیا۔

⁂……⁂……⁂

فضاء اور حارث کی شادی کو آٹھ ماہ بیت گئے۔ حارث کا اس پر ہاتھ اٹھانا معمول کی بات بن گئی۔ وہ پہلے

اس پر ہاتھ اٹھاتا پھر معافی مانگتا۔حارث چھوٹی چھوٹی بات پر اسے مارتا۔اس کی دونوں بہنیں سارا کام اس سے کرواتیں۔آنٹی ندا ایسے ظاہر کرتیں کہ ساری غلطی فضاء کی ہے۔جب انکل شبیر یا فیضان فون کرتے۔تو وہ پاس بیٹھ کر فون سنتیں۔انہیں ڈرا پنے شوہر کا تھا۔اگر یہ سب انکے شوہر کو معلوم ہو جاتا جو امریکہ میں فضاء کے باپ کے ساتھ کام کرتا تھا تو وہ ان سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ دیتا۔

ایک دن گھر پر کوئی نہ تھا۔آنٹی ندا اپنا فون گھر پر بھول گئیں۔فضاء کے لیے یہ سب سے بہتر موقع تھا۔اپنے ابو کو فون ملایا۔پر وہ فون نہیں اٹھا رہے تھے۔پھر اپنے بھائی کو فون کیا۔

''وہ......مجھے......آپ سے ایک کام ہے۔''

فضاء کا جسم کانپ رہا تھا۔

''مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟ میرا دل بیٹھا جا رہا ہے۔''

''وہ...... بھائی۔'' فضاء لگاتار رو رہی تھی۔سسکیاں لیتے ہوئے صرف اتنا بولی۔''وہ مجھے......روز...... مارتا ہے۔'' ساتھ ہی فون بند کر دیا۔فیضان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔گاڑی لی اور فوراً شبیر انکل کو ساری تفصیل سے آگاہ کیا۔

✿......✿......✿

فیضان پاکستان پہنچا۔ہوٹل میں کمرہ لیا اور شام کو فضاء سے ملنے گیا۔گیٹ پر بیل دی تو آنٹی ندا نے دروازہ کھولا۔اپنے سامنے یوں فیضان کو اچانک دیکھ کر ان کے رنگ اڑ گئے۔

''آنٹی! میں اپنی دوست کی شادی پر آیا تھا تو فضاء سے ملنے آ گیا۔'' فیضان نے جھوٹ بولا اور اندر آ کر بیٹھ گیا۔

''اچھا کیا وہ......فضاء تو......'' آنٹی ندا کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا بولے۔

''فضاء کہاں ہے؟'' فیضان سچ تو جانتا تھا۔اٹھ کر گھر کی تلاشی لینے لگا۔فضاء چھت پر کپڑے ڈالنے گئی تھی۔جب فضاء نیچے آئی اور فیضان کی نظر اس پر پڑی۔وہ اسے دیکھ کر شاکڈ ہوا۔اس کے جسم پر چوٹوں کے نشانات تھے۔حلیہ بھی بہت عجیب تھا۔فضاء بھاگ کر اپنے بھائی سے چپک کر رونے لگی۔

''یہ تم کو کیا ہوا ہے؟'' فیضان اسے پیار کرنے لگا۔اپنی پیاری بہن کو اس حال میں دیکھ کر کون بھائی برداشت کرتا۔

''آنٹی! اسے کیا ہوا ہے۔'' فیضان نے فضاء کو اپنے پاس بٹھایا اور آنٹی ندا سے سوال کرنے لگا۔تھوڑی دیر بعد حارث بھی آ گیا۔

''یہ تم نے میری بہن کا کیا حال کیا ہے۔'' فیضان نے حارث کا گریبان سے پکڑ لیا۔آنٹی ندا نے اپنے بیٹے کو بچایا اور ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگی اور اسے سب سچ بتا دیا۔فیضان فضاء کو اسی وقت وہاں سے لے گیا اسے اپنے ساتھ ہوٹل لایا اور اپنے ابّو کو ساری صورت حال بتائی۔انکل شبیر نے حارث کے باپ کو بتایا کہ کیسے اس کے گھر والے فضاء پر تشدد کرتے ہیں۔حارث کے والد بھی پاکستان آئے۔فضاء نے خلع لے لیا۔حارث کے والد اپنے گھر والوں کی وجہ سے بہت شرمندہ ہوئے۔فیضان فضاء کو لے کر امریکہ آ گیا۔

''مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔ضحاک کے بارے میں۔'' آمنہ بیگم نے چائے کا ایک کپ اپنے شوہر کو دیا۔

''اب کیا کر دیا اس لڑکے نے؟'' انکل راحیل نے اخبار میز پر رکھا۔

''آپ کو کیوں لگتا ہے کہ اس نے کچھ غلط ہی کیا ہوگا۔''

''ہاں تمہارا لاڈلا جو ہوا۔اچھا بتاؤ کیا بات ہے۔'' انہوں نے اپنی بیگم کی ناراضگی کو دور کیا۔

''ہم نے اپنے سب بچوں کی شادی کر دی ہے۔ضحاک کی عمر بھی شادی کی ہے۔کیوں نہ اس کی شادی بھی ہم کر دیں۔اب تو اچھا کما بھی لیتا ہے۔''

''اچھا تو یہ بات ہے۔کیا تمہاری نظر میں کوئی لڑکی ہے۔''

''ہاں۔ضحاک نے بتایا تھا۔''

''تو ماں بیٹے نے لڑکی ڈھونڈ رکھی ہے۔مجھے بھی پتہ چلے کون ہے؟''

''آپ انہیں جانتے ہیں۔وہ ہمارے پڑوس میں۔شبیر بھائی کی بیٹی فضاء۔بہت پیاری بچی ہے۔''

انکل راحیل نے چائے کا کپ میز پر رکھا۔
''فضاء شبیر۔وہ جس کی ماں نے طلاق لی تھی۔اور بیٹی بھی......'' کہتے ہوئے رک گئے۔
''ہاں وہی فضاء۔وہ بہت اچھی بچی ہے۔مجھے تو بہت پسند ہے۔میں جانتی ہوں اس فیملی کے بارے میں۔آپ کیا کہتے ہیں؟'' آمنہ بیگم کی نظروں میں امید تھی۔
''ہرگز نہیں۔اس کی ماں کو طلاق ہوئی ہے۔اور اسے بھی۔وہ بھی کل کو ویسی ہی ہوگی۔جیسی ماں ویسی بیٹی۔تم اپنے ذہن سے یہ خیال نکال دو۔اور اپنے بیٹے کو بولو کہ یہ خواب دیکھنا چھوڑ دے۔وہ لڑکی اس گھر کی بہو نہیں بنے گی۔ایک طلاق یافتہ ہرگز نہیں۔'' انکل راحیل نے فیصلہ سنا دیا۔
''میں جانتی ہوں اسے طلاق ہوئی ہے پر غلطی اس کی نہیں۔یہ رشتہ اس کے والد نے اپنی پسند سے کیا تھا۔اب وہ لوگ برے نکلے تو اس میں فضاء کا کیا قصور؟'' آمنہ بیگم نے ان کو سمجھایا۔
''میں کچھ نہیں جانتا۔تم اپنی باقی دونوں بہوؤں کے بارے میں سوچو۔وہ کیا کہیں گی۔میری طرف سے صاف انکار ہے۔'' انکل راحیل غصہ ہوئے۔
''ٹھیک ہے،ایک بات بتائیں۔فرحت (چھوٹی بیٹی) جب شادی کے دو سال بعد اس کے گھر طلاق کا مسئلہ ہو گیا تھا۔اور اس کی ایک بیٹی بھی تھی۔تو کیا سارا قصور اس کا تھا۔اللہ نہ کرے اگر اسے طلاق ہو جاتی۔تو کیا فرحت کی سزا ساری زندگی اس کی بیٹی کو ملتی۔''
''آمنہ! کیا کہہ رہی ہو۔اپنی بیٹی کے بارے میں ایسے کیسے کہہ سکتی ہو۔'' راحیل انکل کو اپنی بیگم کی بات سن کر شاک لگا۔
''جب اپنی بیٹی کی بات ہوئی تو برداشت نہیں ہوا اور دوسروں کی بیٹی کے بارے میں فیصلہ کرنا کتنا آسان ہے۔ایک بار ان سے مل تو لیں۔'' آمنہ بیگم نے سچائی سے کام لیا۔
''مجھے یقین نہیں آ رہا جو تم نے ابھی کہا۔اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ایک بار یہ رشتہ دیکھ آتے ہیں لیکن بعد میں کوئی مسئلہ ہوا تو مجھے بیچ میں مت ڈالنا۔پھر نہ کہنا کہ مجھے ضحاک سے پیار نہیں۔''
''مجھے اپنے بیٹے پر پورا بھروسہ ہے۔آپ فکر نہ کریں،اللہ سب بہتر کرے گا۔''

آمنہ آنٹی بہت خوش ہوئیں۔

آمنہ بیگم اور انکل راحیل دونوں شبیر صاحب کے گھر فضاء کا رشتہ لینے گئے۔شبیر صاحب نے فیضان کا رشتہ بھی پکا کردیا تھا۔شبیر صاحب کو ضحاک کا رشتہ بہت پسند آیا۔انہوں نے چند دنوں کا وقت مانگا تا کہ اپنے بچوں سے مشورہ کرلیں۔شام کو فضاء اور فیضان دونوں اپنے ابو کے بیڈروم میں ان کے پاس بیٹھے تھے۔

''آج ہمارے پڑوسی آئے تھے۔راحیل بھائی اور آمنہ بھابھی۔کچھ لینے آئے تھے۔'' وہ کافی سنجیدہ تھے۔

''کیا لینے آئے تھے۔ہمارے پاس ان کے کوئی برتن نہیں ہیں۔'' فضاء نے بڑے مزے سے ٹافی اپنے منہ میں ڈالی۔

''وہ برتن لینے نہیں آئے تھے۔کسی کو لینے آئے تھے۔ہمیشہ کے لیے۔'' انہوں نے گہری سانس لی۔

''کس کو۔فیضان اپنا بیگ پیک کرلو۔'' فضاء نے انگلی سے فیضان کی طرف اشارہ کیا۔''ویسے وہ لوگ تمہارا کیا کریں گے؟لازماً تم سے اپنے گھر کے کام کروائیں گے۔کوئی بات نہیں،تھوڑے پیسے کما لینا۔'' اب کی بار فضاء نے اسکے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا۔

''وہ تمہارا رشتہ مانگنے آئے تھے۔ضحاک کے لیے۔'' شبیر انکل نے جیسے کہا فضاء پر جیسے بم گرا ہو۔اس کی ہنسی غائب ہوگئی۔رنگ اڑ گئے۔

''کیا......کیا......کہا......آپ نے......آپ مذاق کررہے ہیں نا۔''

''کیا یہ بات مذاق والی ہے۔اب بڑی ہوجاؤ۔وہ تمہارا رشتہ لینے آئے ہیں۔'' اب فیضان بولا۔

''ہرگز نہیں۔میں نے شادی نہیں کرنی۔میرا مطلب ہے کہ اس سے نہیں کرنی۔وہ......میں ابھی تیار نہیں۔'' فضاء فوراً اپنے کمرے میں آگئی۔

''اب یہ بات اس کی ماں کو کرنی چاہیے تھی۔پر اب......مجھے ہی کرنی پڑ رہی ہے۔میں کیا کروں؟ وہ اچھے لوگ ہیں۔اور یہ رشتہ بس سمجھو اللہ نے جیسے مجھ پر اپنی رحمت کی ہو۔ورنہ ہمیشہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھوں گا۔'' شبیر انکل کو افسوس ہوا۔

''بابا! آپ پریشان نہ ہوں۔ جذباتی ہوگئی ہے۔میں اس سے بات کرتا ہوں۔ جو اس کے ساتھ ہوا ہے۔وہ ابھی ڈری ہوئی ہے۔''فیضان اپنے ابو کے پاس بیٹھ گیا۔دونوں رشتے کے بارے میں بات کرنے لگے۔

فضاء اپنے کمرے کی کھڑکی میں آ کر کھڑی ہوگئی۔نومبر کا مہینہ تھا۔برف باری ابھی ختم ہوئی تھی۔آسمان پر ستارے صاف دکھائی دے رہے تھے۔آج بہت دیر بعد اپنی امی کی یاد آئی۔اپنی ماں کو یاد تو کرتی تھی۔پر کبھی ان سے نفرت نہیں کر پائی۔باہر سڑک پر کچھ نظر آیا۔فوراً اپنی ہڈی اٹھائی،جوگرز پہنے اور چپکے سے باہر آ گئی۔سڑک برف سے بھری ہوئی تھی۔ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔فضاء کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔اسے چار ہرن نظر آ گئے۔چاند کی روشنی میں وہ بہت پیارے لگ رہے تھے۔وہ ان کے پاس گئی تو وہ بھاگنے لگے۔وہ پاس درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو گئے۔فضاء بھی ان کے پیچھے چل پڑی۔

وہ اچھلنے کودنے لگے اور کافی آگے بڑھ گئے۔فضاء بھی ان کے پیچھے تھی۔تھوڑی دور جا کر وہ سب غائب ہو گئے۔ان کی رفتار ہی اتنی تیز تھی۔فضاء سے اب آگے نہیں جایا جا رہا تھا۔وہاں برف بھی کافی زیادہ تھی۔اسے احساس ہی نہیں ہوا وہ کتنی آگے نکل آئی ہے۔ہر طرف اونچے اونچے درخت تھے۔درختوں کی وجہ سے وہاں کافی اندھیرا تھا۔فضاء کے اب رنگ اڑ گئے۔اسے اب خوف آنے لگا۔اچانک کسی نے پیچھے سے اس کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا۔اس کی چیخ نکلی۔اچھل کر دور ہوئی۔ضحاک نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا ورنہ نیچے گر جاتی۔فضاء کی سانس کی رفتار تیز ہوگئی۔

''تم ٹھیک ہو۔یہاں کیا کر رہی ہو۔''

''وہ......میں......وہ......''فضاء اب بھی گھبرائی ہوئی تھی۔ضحاک کے ہاتھ میں اب بھی اس کا ہاتھ تھا۔

''اتنی رات کو اس سنسان جگہ پر کیا کوئی پری دیکھ لی۔''ضحاک کو اس وقت وہ کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

''بکواس بند رکھو۔میں ہرن دیکھ رہی تھی۔نا جانے کہاں غائب ہو گئے اچانک۔''فضاء نے اپنا ہاتھ پیچھے کیا اور پھر سے ادھر ادھر ہرن کو تلاش کرنے لگی۔

''کیا تم کوئی کام سوچ کر کرتی ہو۔ گھر چلو یہاں بہت سے جانور گھومتے ہیں۔'' ضحاک جانے لگا۔

''کیا ڈر گئے۔ میں ہر کام اب سوچ کر کرتی ہوں۔'' فضاء اپنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوگئی۔ ضحاک کے قدم ادھر ہی جم گئے۔ جانتا تھا کہ وہ طنز کر رہی ہے۔ شاید اسے حق بھی تھا۔ وہ فضاء کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ وہ چھوٹی سی اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کی آنکھیں ٹوپی کے نیچے سے نظر آ رہی تھیں۔ ضحاک نے اس کے سر سے ٹوپی پیچھے کی۔ اب اس کی بڑی بڑی پیاری آنکھیں نظر آنے لگیں۔ اس کے لمبے بال ہوا میں اڑنے لگے۔ کچھ بال اس کے چہرے پر آ گئے۔ فضاء اس کو گھور رہی تھی اور وہ اس کی خوبصورتی میں کھویا ہوا تھا۔

اچانک درختوں سے کچھ آواز آئی۔ فضاء ڈر گئی اور ضحاک کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ دونوں نے اردگرد دیکھا۔ سات آٹھ ہرن تھے۔ فضاء پھر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ ایک ہاتھ سے ضحاک کی جیکٹ پکڑ لی۔ کچھ ہرن اچھل رہے تھے اور کچھ آرام سے چل رہے تھے۔ وہ شاید کھانے کی تلاش میں تھے۔ ضحاک فضاء کو دیکھ رہا تھا اور وہ ہرن کو دیکھنے میں مست تھی۔

''اسے ٹافی دوں۔'' فضاء نے آرام سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور آہستہ سے ضحاک سے پوچھا۔

''نہیں۔ حکومت منع کرتی ہے۔''

''کیوں۔ بیچاروں کو بھوک لگی ہوگی۔'' ابھی فضاء کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک بہت بڑا ہرن وہاں آ گیا۔ باقی سب ہرن وہاں سے بھاگ گئے۔ ضحاک نے فضاء کا ہاتھ پکڑا اور وہاں سے تیز تیز چلنا شروع ہو گیا۔ پھر دوڑ لگائی۔

''کیا کر رہے ہو۔'' فضاء کا سانس پھول گیا۔

''فضاء! رکنا مت۔ بس ذرا اور۔'' وہ اس کو اس جگہ سے باہر لے کر آیا۔ دونوں سڑک پر ایک گاڑی کے پاس رکے۔ دونوں کا سانس تیزی سے چلنے لگا۔

''تم...... آج...... مروا...... دیتی۔'' ضحاک نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔

''ویسے...... کتنے پیارے...... ہرن...... تھے۔''

''اگلی بار...... ایسی حرکت...... نہ کرنا۔ تم کو معلوم...... ہے یہاں خطرناک جانور بھی...... رہتے ہیں۔ اب گھر

جاؤ۔ تمہارے...... گھر والے پریشان...... ہو رہے ہوں گے۔'' ضحاک چلنے لگا۔ فضاء کو اس کے گھر کے آگے چھوڑا۔ فضاء، ضحاک سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ پر کچھ کہہ نہ پائی شاید اپنے ابو کا خیال کر کے خاموش ہوگئی۔ جب گھر داخل ہوئی تو انکل شبیر نے فوراً دروازہ کھولا۔

''کہاں چلی گئی تھی؟ میں اور فیضان پریشان ہو گئے تھے۔''

''وہ ادھر ہی پاس شاپ پر گئی تھی۔'' فضاء نے فوراً جیب سے ٹافیاں نکال کر دکھائیں۔ شبیر انکل نے اسے غور سے دیکھا اور گہری سانس لی۔

''آئندہ بتا کر جانا۔ میں تم کو خود ٹافیاں لا دوں گا۔ چلو کھانا کھالو۔''

''جی بابا۔'' وہ اوپر جانے لگی۔

''فضاء! تم ٹھیک ہو۔ وہ شادی والی بات......''

''میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ جیسے آپ کی خوشی۔'' فضاء نے مسکرا کر کہا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ انکل شبیر نے سکھ کا سانس لیا اور کچن میں چلے گئے۔

......

فضاء ہوٹل میں سڈ کے پاس بیٹھی تھی۔ فضاء کی دوستی سڈ سے ایک ٹی وی چینل پر ہوئی تھی۔ سڈ ایک چوبیس سالہ نوجوان تھا اور ایک چینل پر موسم کی خبریں سناتا تھا۔ اور ساتھ میں ہوسٹ کے فرائض بھی سرانجام دے رہا تھا۔ وہ کافی خوبصورت تھا۔ اس نے فضاء کو بتایا تھا کہ اس کے کافی بڑے چینلز پر بہت تعلقات ہیں اور وہ فضاء کو بھی نیوز اینکر بنوا سکتا ہے۔

''مجھے کب کام ملے گا۔ اور کیا کرنا ہوگا۔ میں نے بہت جگہ اپنی سی وی دی ہے۔ پر اب تک کہیں سے کال نہیں آئی ہے۔''

''تم فکر مت کرو ڈیئر میں ہوں نا۔ میں کچھ کرتا ہوں۔ تم مجھ اپنی کچھ تصویریں اور ایک ویڈیو بنا کر مجھے سینڈ کرو۔ پھر دیکھنا یہ سڈ کیا کرتا ہے۔'' سڈ نے فرنچ فرائیز کھائی۔

''سچ میں وہ میں ابھی کر دیتی ہوں۔ یہ میرے بچپن کا خواب ہے کہ میں ایک شاندار نیوز اینکر بنوں۔'' فضاء

خوش تھی کہ اس کا کام ہو جائے گا۔

''ایک اور کام کرو۔کوئی سٹنگ آپریشن کرو۔کسی خاص مسئلہ پر ویڈیو بناؤ۔جتنی محنت سے یہ آپریشن کرو گی۔ اتنا اچھا رزلٹ ہو گا۔اب یہ تم پر ہے کہ کس ٹاپک پر کام کرو گی۔''

''ہوں۔وہ تو میں کرلوں گی۔''

''دیکھو عام موضوع سے ہٹ کر ہونا چاہیے۔اب تو کسی سڑک پر کچھ ہو جاتا ہے تو فوراً سے پہلے میڈیا وہ خبر بریک کر دیتا ہے۔ہر نیوز چینل کو سب سے پہلے نیوز دینی ہے۔مقابلہ بہت سخت ہے۔ایک کام کرو کسی سکول یا کالج کے اوپر کوئی سٹنگ آپریشن کرو۔''سڈ نے اس کی کچھ مشکل آسان کی۔

''شکریہ۔میں آج ہی اس کام پر لگ جاتی ہوں۔مجھے نوکری پکی چاہیے۔بس تم میرا ساتھ دینا۔اب میں چلتی ہوں۔''فضاء نے اپنا بیگ پکڑا اور باہر نکلی۔

''Bye sweet heart۔''اس نے زبردستی فضاء کا ہاتھ پکڑا اور اسے بائے کہا۔فضاء کو اس کا رویہ عجیب لگا۔پر اسے اپنا کام تھا اس لیے نظر انداز کر دیا۔

......

ایمبولینس گھر کے دروازے کے باہر رکی۔فیضان نے فوراً اپنے ابو کو ایمبولینس میں ڈالا اور ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔انہیں ایمرجنسی روم میں لے گئے۔فیضان نے بہت بار فضاء کو فون کیا۔پر اس نے کال نہیں اٹھائی۔ضحاک بھی وہاں پہنچ گیا۔جب ڈاکٹر آیا تو اس نے بتایا۔

''بی پی بہت شوٹ ہو گیا تھا۔اچھا ہوا ٹائم پر لے آئے۔انہیں سخت آرام کی ضرورت ہے۔آپ ان کو پریشان مت کرنا۔ابھی یہی رہیں گے۔''ڈاکٹر چلا گیا۔نرس نے ان کو دوسرے روم میں شفٹ کر دیا۔

''تم انکل کے پاس رکو۔میں فضاء کو ڈھونڈ کر لاتا ہوں۔اللہ سب ٹھیک کرے گا۔''ضحاک نے اسے حوصلہ دیا اور وہاں سے چلا گیا۔شبیر انکل ابھی سو رہے تھے۔فیضان ان کے پاس رک گیا۔

ضحاک وہاں سے نکلا۔اپنی امی کو فون کیا اور ان کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔فضاء کو فون کیا۔پر وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی۔کچھ جگہ کا ضحاک کو معلوم تھا۔وہاں پر گیا۔پر فضاء نہیں مل رہی تھی۔اس کی ایک دوست نے

بتایا کہ وہ فوڈ شاپ میں ہے۔کوئی سٹنگ آپریشن کے لیے گئی ہے۔ضحاک فوراً وہاں پہنچا۔فضاء سڈ کے ساتھ تھی۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو؟''ضحاک اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔بغیر پرواہ کیے کہ سڈ ادھر بیٹھا ہوا ہے۔

''تم یہاں کیوں آئے ہو''فضاء کو غصہ آ گیا۔اسے کونے میں لے گئی۔''تم جاؤ یہاں سے،میرا سارا مشن خراب کر دیا۔اتنی محنت سے کچھ میرے ہاتھ لگا تھا۔تم نے سب پر پانی پھیر دیا۔''

''میرے ساتھ چلو۔ضروری کام ہے۔''ضحاک سڈ کو گھور رہا تھا۔

''میں نہیں آ رہی۔میرے باس مت بنو''وہ واپس جا کر سڈ کے پاس بیٹھ گئی۔ضحاک نے گہری سانس لی۔فضاء کے پاس گیا۔اس کا بیگ اور کیمرہ پکڑا اور فوڈ شاپ سے باہر آ گیا۔سڈ خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔فضاء کا پارہ اور چڑھ گیا اور بھاگ کر باہر آئی۔ضحاک نے اس کا سامان گاڑی میں رکھ دیا اور اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور کار سٹاٹ کی۔

''تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟۔دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔''فضاء کار کے باہر تھی اور اسے زور سے کندھے پر مکا دے مارا۔

''فضاء! گاڑی میں بیٹھ جاؤ''

''ہرگز نہیں۔مجھے میرا سامان واپس کرو۔ورنہ سب کو شور کر کے بتاؤں گی کہ تم مجھے اغواء کرنے کی کوشش کر رہے ہو''فضاء نے اب اسے وارننگ دی۔

''فضاء! کار میں بیٹھ جاؤ۔تمہارے ابو کی طبیعت خراب ہے۔وہ ہسپتال میں ہیں۔''

فضاء ایک دم خاموش ہو گئی۔اسے یقین نہیں آیا۔جو ابھی ضحاک نے اس سے کہا۔

''کیا......کہہ رہے ہو''وہ فوراً گاڑی میں بیٹھ گئی۔''کیا ہوا ہے ان کو؟''فضاء کے آنسو بہنے لگے۔

''ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا۔ابھی خطرے سے باہر ہیں۔فیضان ان کے پاس ہے۔تم کو کتنی کالز کیں۔پر......''گاڑی ہسپتال کی طرف روانہ کی۔ایک نظر فضاء پر ڈالی۔آنسو چہرے سے ہوتے ہوئے اب اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔

''اللہ سے دعا کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' فضاء نے بھائی کو کال کی۔ پر اس نے فون کاٹ دیا۔

فیضان ہسپتال میں تھا۔ انکل شبیر کو ہوش آیا۔ وہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔ شبیر انکل نے فیضان کا ہاتھ پکڑا۔

''بابا اب کیسے ہیں؟''

''ٹھیک ہوں۔ فضاء نظر نہیں آ رہی۔'' انہوں نے کمرے میں نظر ڈالی۔

''بابا! آ رہی ہے۔ ضحاک گیا ہے اسے لینے۔'' اتنے میں آنٹی آمنہ آ گئیں۔

''کیسی طبیعت ہے اب بھائی صاحب آپ کی۔'' وہ پاس کھڑی ہو گئیں۔

''اللہ کا شکر ہے۔ آپ سے ایک درخواست ہے۔'' وہ مسکرائے۔

''جی بھائی کیا کام ہے۔ آپ بولیں۔''

انکل شبیر نے ایک نظر فیضان کو دیکھا۔ وہ پریشان کھڑا تھا۔

''فیضان بیٹا! میری بات کا برا مت منانا۔ جو بھی میں کہوں وہ آرام سے سننا۔'' فیضان نے آنٹی آمنہ کو دیکھا۔ انہوں نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا۔

''جی بابا! آپ بولیں۔ آپ بس جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔''

''میرا ایک کام کریں۔ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ ایک بار......'' وہ رک کے پھر بولے۔ ''ایک بار طاہرہ کو لے آؤ۔ مجھے اس سے کچھ بات کرنی ہے۔'' ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ فیضان نے جیسے یہ سنا۔ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''بھائی صاحب! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ابھی ان کو لے کر آتی ہوں۔ میں جانتی ہوں وہ کہاں رہتی ہیں۔'' آنٹی آمنہ نے انہیں تسلی دی اور کمرے سے باہر آئیں۔ فیضان باہر چکر لگا رہا تھا۔

''فیضان بیٹا! میں جانتی ہوں یہ تمہارے لیے مشکل وقت ہے۔ پر بیٹا اپنے ابو کا سوچو۔ ڈاکٹر نے انہیں آرام کے لیے کہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارے ابو نے ان سے کچھ کہنا ہو۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ تم دونوں کی ماں ہے۔ اپنے ابو کے پاس رکو۔ ان کو تمہاری ضرورت ہے۔'' آنٹی آمنہ نے بہت پیار سے اسے سمجھایا۔ فیضان نے

سر ہلایا اور اندر چلا گیا۔

❁......❁......❁

آنٹی آمنہ طاہرہ کو لینے گئیں۔ اگرچہ وہ ان کے رشتے دار نہیں تھے۔ پر سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ آمنہ بیگم نے گاڑی طاہرہ کے گھر باہر روکی اور گھر کی بیل بجائی۔ دروازہ کھولا اور ایک عورت باہر آئی۔

"جی میڈم! کس سے ملنا ہے۔" وہ شاید وہاں کام کرتی تھی۔

"طاہرہ کو بلا دیں۔"

"جی یہاں کوئی طاہرہ نہیں رہتی۔ یہ ٹینا کا گھر ہے۔" وہ دروازہ بند کرنے لگی۔

"جی آپ ٹینا کو بلا دیں۔ میں ان کی فرینڈ ہوں۔" آمنہ بیگم فوراً بولیں۔

"کون ہے؟" گھر میں سے آواز آئی اور ایک شلوار قمیض میں ایک عورت باہر آئی۔ سر کو سکاف سے کور کیا ہوا تھا۔

"آمنہ! تم یہاں۔ اندر آ جاؤ۔"

آمنہ اندر آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ ٹینا بھی پاس آ کر بیٹھ گئی۔

"یہ تم کو ٹینا کیوں کہہ رہی تھی۔" آمنہ بیگم نے آیا کی طرف اشارہ کیا جو کچن میں اب کام کر رہی تھی۔

"کیونکہ یہاں سب مجھے ٹینا کے نام سے جانتے ہیں اور اسلامک سینٹر میں طاہرہ کے نام سے۔ آج پہلی بار میرے گھر آئی ہو۔ کیا کھاؤ گی۔" طاہرہ نے آیا کو آواز دی اور اسے کچھ کھانے کو لانے کا کہا۔

"میں آج جلدی میں ہوں۔ تم کو لینے آئی تھی اگر تم میرے ساتھ چلو۔"

"کہاں جانا ہے یوں اچانک۔" وہ حیران ہوئیں۔

"وہ...... مجھے دراصل بھائی صاحب نے بھیجا ہے۔ شبیر بھائی ہسپتال میں ہیں۔" آمنہ بیگم نے انہیں آنے کی وجہ بتائی۔ طاہرہ آمنہ کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"کیوں...... کیا...... ہوا ہے۔ اور بچے؟" طاہرہ پریشان ہو گئی۔

"وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔ ابھی بلایا ہے کیا چل سکتی ہو۔" آمنہ بیگم نے پھر چلنے کو کہا۔ طاہرہ کی سمجھ میں

نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اتنے سالوں بعد۔

”آخر کیا وجہ ہوگی۔ جو مجھے بلایا ہے۔“ طاہرہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اپنی جیکٹ لی اور بیگ لیا۔ دونوں گھر سے باہر آ گئے۔ آمنہ نے گاڑی چلائی اور طاہرہ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ماضی کی باتیں اس کے دماغ میں گھومنے لگیں۔ یوں پھر سے ملاقات ہوگی۔ سوچا نہ تھا۔ بچوں کا کیا ریکشن ہوگا؟ اسے اب یہ سب فیس کرنا تھا۔

گاڑی ہسپتال کے باہر رکی۔ دونوں گاڑی سے اتریں۔ طاہرہ کو ایسے لگا جیسے کسی نے اس کے پیر زنجیر سے باندھ دیئے ہوں۔ وہ آہستہ آہستہ اندر کی طرف داخل ہو رہی تھی۔ آمنہ بیگم دروازے کے باہر آ کر رک گئیں۔

”شبیر بھائی اس کمرے میں ہیں۔“

آمنہ بیگم باہر ہی رک گئیں۔ فیضان کھانا کھانے گیا تھا۔ طاہرہ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ نظر بیڈ کی طرف لیٹے شخص پر پڑی۔ شبیر نے طاہرہ کو دیکھا۔ ایک پل میں سارا ماضی کسی فلم کی طرح سامنے گھومنے لگا۔ طاہرہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ کافی دیر خاموشی رہی۔ کمرے میں موجود خاموشی بہت کچھ کہہ رہی تھی۔ آخر کار شبیر انکل بولے۔

”کیسی ہو طاہرہ۔“

گہری سانس لی پھر بولی۔ ”اللہ کا شکر ہے۔ اس ذات نے سنبھال لیا۔“

”شاید قدرت نے یہی لکھا تھا۔“

شبیر انکل کچھ دیر خاموش رہے پھر بولے۔

”مجھے تم سے کام ہے۔ میری زندگی کا اب کچھ بھروسہ نہیں۔ میں بچوں کو تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔“

طاہرہ خاموش رہی پھر بولی۔

”کیا...... بچے...... پر۔“

”ان پر تمہارا ابھی حق ہے۔“

”میرا حق۔“ طاہرہ طنزاً ہنسی۔ ”میں نے یہ حق بہت پہلے خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا تھا۔ اب میں کس منہ سے یہ حق...... ایسی ماں......“

”طاہرہ! میں سچ کہوں۔ میں نے تمہارے جانے کے بعد سوچا کہ دوسری شادی کرلوں۔ پر......“ وہ ہنس پڑے۔” پر مجھے تمہارے علاوہ کوئی دوسری پسند ہی نہیں آئی۔ میرا اللہ جانتا ہے کہ میں نے کبھی بچوں کے سامنے تمہاری برائی نہیں کی۔ اور نہ ہی ان کے دل میں تمہارے لیے نفرت پیدا کی ہے۔ تم ایک اچھی ماں ہو۔ جو تم نے بچوں کو ان کے بچپن میں ادب کرنا سکھایا تھا۔ وہ اچھی تربیت آج تک نہیں بھولے۔ فیضان کی سوچ یہاں کے بچوں کی ہے۔ رہی بات فضاء کی تو......“ ابھی وہ کچھ کہتے نرس اندر آئی اور ان کو چیک کرنے لگی۔

”کیا بی پی اب نارمل ہے۔“ طاہرہ نے نرس سے پوچھا۔

”جی، ابھی ٹھیک ہیں پر احتیاط کی بہت ضرورت ہے۔ شکر کریں ٹائم پر آگئے ورنہ ہارٹ اٹیک بھی ہوسکتا تھا۔“ نرس نے کچھ دوائیاں بتائیں اور چلی گئی۔

۞......۞......۞

ضحاک نے ہسپتال کے باہر گاڑی روکی۔ دونوں اندر داخل ہو رہے تھے کہ راستے میں فیضان مل گیا۔

”کب سے تم کو فون کر رہا تھا۔ کہاں غائب تھی؟ فون کیا فیس بک کے لیے رکھا ہے۔“ وہ فضاء کو دیکھ کر بھڑک گیا۔

”یار فیضان وہ......ادھر ہی تھی۔ انکل اب کیسے ہیں؟“ ضحاک نے بات بدلی۔ ویسے بھی سارا راستہ فضاء روتی آئی تھی۔

”اب ٹھیک ہیں چلو۔ وہ انتظار کر رہے ہیں۔“ فیضان آگے بڑھ گیا۔ وہ بھی پیچھے آئے۔ باہر آمنہ آنٹی بیٹھی تھیں۔ فضاء کو پیار کیا۔ ضحاک اپنی ماں کے ساتھ گھر آگیا۔ دونوں جیسے اندر داخل ہوئے۔ فضاء فوراً اپنے ابو کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر رونے لگی۔ اس کی نظر اپنی ماں پر نہیں پڑی۔ وہ ایک طرف کھڑی ہوگئیں۔ فیضان نے انہیں دیکھا اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہوگیا۔

”فضاء! نہ رو۔ میرے بچے میں ٹھیک ہوں۔“ شبیر انکل نے اس کے سر پر پیار کیا۔

”بابا! آپ......کو......کیا ہوا؟“ فضاء نے ٹشو سے اپنا منہ صاف کیا۔ اب اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب سالوں بعد اپنی ماں کو دیکھا۔ شلوار قمیض پہنی اوپر بڑی سی شال لی ہوئی۔ طاہرہ کبھی اپنے بچوں کو دیکھتی تو

کبھی فرش پر دیکھنے لگتیں۔

’’میں نے بلایا ہے۔ فیضان! ادھر آؤ۔‘‘ انکل شبیر بولے۔ بیڈ کی ایک طرف فیضان اور فضاء تھے۔ دوسری طرف طاہرہ کھڑی تھیں۔

’’میں نے بہت دفعہ سوچا کہ یہ کام پہلے کرلوں۔ پر شاید اللہ نے ایسے لکھا تھا۔ مجھے لگتا ہے کہ میرا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے بعد تم دونوں اپنی ماں کے پاس رہو۔ میری بڑی خوش نصیبی ہوگی کہ میں تم دونوں کی شادی خود اپنے ہاتھوں سے کروں۔‘‘ شبیر انکل خاموش ہوئے تو فیضان نے ان کا ہاتھ پکڑا اور بولا۔

’’بابا! جیسے آپ کی مرضی۔ بس آپ فوراً ٹھیک ہو جائیں۔‘‘

البتہ فضاء خاموش رہی۔

’’فضاء! میرے لیے تمہاری رائے جاننا بہت اہم ہے۔ کیا میں ضحاک کے لیے ہاں کہہ دوں۔‘‘ اب ان کی نظر فضاء پر تھی۔ اب ڈاکٹر آیا اور ان کو چیک کیا اور کھانے کا بتا کر چلا گیا۔

’’میں گھر جا کر یخنی بنا کر لاتی ہوں۔ بس تھوڑی دیر لگے گی۔‘‘ طاہرہ نے کہا اور جانے لگی۔

’’فضاء! تم بھی ساتھ جاؤ۔ فیضان میرے پاس ہے۔‘‘ شبیر انکل نے فضاء کو کہا۔ فضاء مان گئی۔ طاہرہ فضاء کو لے کر اپنے گھر چلی گئی۔

⁂

فضاء پہلی بار اپنی ماں کے گھر آئی۔ گھر بہت ہی چھوٹا اور سادہ تھا۔

’’واش روم کس طرف ہے؟‘‘ فضاء نے پوچھا۔ طاہرہ نے بتایا۔ وہ واش روم چلی گئی۔ طاہرہ فوراً یخنی بنانے لگی۔ فضاء فریش ہو کر آئی اور کچن میں بیٹھ گئی۔

’’کچھ کھاؤ گی۔ چاول پکے ہیں۔‘‘ طاہرہ نے پوچھا۔

’’جی۔‘‘ طاہرہ نے فوراً فریج سے چاول نکالے اور ان کو گرم کر کے فضاء کو دیا۔ فضاء کھانے لگی۔ طاہرہ پاس بیٹھ گئی۔ وہ اب ایک پیاری نوجوان لڑکی بن گئی تھی۔

”کیا تم ضحاک کے رشتے کے لیے خوش ہو۔میری اکثر آمنہ سے ملاقات ہوتی ہے۔وہ ایک اچھی عورت ہے۔تم کیا کہتی ہو؟“

”جیسے ابو کی مرضی۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔“فضاء نے چاول منہ میں ڈالے۔طاہرہ مسکرائی اور فضاء کو دیکھنے لگیں۔

”اللہ تم کو خوشیاں دے۔تمہارے نصیب اچھے کرے۔یخنی تیار ہوگئی ہے۔تم لے جاؤ۔“

”چاول مزے کے تھے۔“فضاء کھڑی ہوئی۔طاہرہ نے یخنی کو ڈبے میں ڈالا اور بیگ فضاء کو دیا۔اسے ہسپتال چھوڑ کر گھر آئیں۔شاید سالوں کے بعد اللہ نے اس کی سن لی تھی۔

انکل شبیر ٹھیک ہو کر گھر آ گئے۔فضاء نے رشتے کے لیے ہاں کہہ دی اور سادگی سے ضحاک اور فضاء کا نکاح کر دیا۔شبیر انکل نے پاکستان جانا تھا اور فیضان کی شادی بھی پاکستان میں کرنی تھی۔فیضان کی پسند کی شادی تھی۔لڑکی امریکہ میں رہتی تھی۔پر شادی پاکستان میں ہونی تھی۔جانے سے پہلے شبیر انکل طاہرہ سے ائیر پورٹ پر ملے۔

”میں پاکستان جا رہا ہوں۔شاید واپس نہ آؤں۔میں اپنی مٹی میں مرنا چاہتا ہوں۔تم بچوں کا دھیان رکھنا۔“

”میں نے جو کیا وہ بہت غلط تھا۔نہ جانے کس چیز کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔جب عقل آئی تو سب ختم ہو گیا تھا۔کیا آپ مجھے معاف کر دیں گے۔“طاہرہ رو پڑی۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم سالوں سے اسلامک سینٹر جاتی ہو۔میں نے تم کو معاف کیا۔بس ایک بات یاد رکھو۔پرانی باتیں بھول جاؤ۔شکر ادا کرو کہ اللہ نے تم کو نیک ہدایت دی ہے۔“

”میں نے اس تمام عرصے میں ایک ہی دعا مانگی ہے کہ میرے بچے میرے پر نہ جائیں۔وہ میرے جیسے نہ بنیں۔کوئی یہ نہ بولے جیسی ماں ویسے بچے۔“

ضحاک،فضاء اور فیضان بھی ادھر آ گئے۔فضاء اپنے باپ کے گلے لگ کر رونے لگی۔

''اللہ تم کو خوش رکھے۔ بیٹا! اب تمہارا بھی سسرال ہے۔ ورنہ تم بھی ہمارے ساتھ چلتی۔ ویسے تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ جلد واپس آئیں گے۔''

''انکل! آپ اپنا دھیان رکھنا۔ آپ کی فلائٹ کا ٹائم ہو رہا ہے۔''

ضحاک فیضان اور شبیر انکل سے ملا۔ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ ضحاک آنٹی طاہرہ اور فضاء کو واپس لے آیا۔

......

راحیل انکل نے فضاء اور فیضان کے لیے ان کی شادی کے بعد ایک پارٹی رکھی۔ فضاء نے سفید رنگ کا لہنگا پہنا ہوا تھا۔ بالوں میں موتی کے پھول لگے تھے۔ ساتھ میں ڈائمنڈ کا سیٹ پہنا تھا۔ جو اسکی امی طاہرہ نے اسے گفٹ دیا تھا۔

ضحاک نے بھی سفید رنگ کی شلوار قمیض اور پشاوری چپل پہنی ہوئی تھی۔ سب ہال میں موجود تھے۔ جب فضاء اور ضحاک اندر داخل ہوئے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ وہ آ کے سٹیج پر موجود لکڑی کے جھولے پر بیٹھ گئے۔ ضحاک کے کزن اور دوست سب سٹیج پر جمع ہو گئے اور تصویریں بنانے لگے۔

''واہ! کیا جوڑی ہے۔ ایک ہاتھی ہے اور ایک چیونٹی ہے۔'' ایک کزن بولا۔ سب اس کی بات پر قہقہہ مار کر ہنسے۔ فضاء کو اس کی بات پر غصہ آیا۔ پر ضحاک کی وجہ سے خاموش ہو گئی۔ ایک اور کزن بولی۔

''اتنی پیدی سی لڑکی تم کو کیسے مل گئی۔ تم کو نہیں معلوم صرف بالغ لوگوں سے شادی کرنا جائز ہے۔'' سب دوبارہ ہنسے۔ اب ضحاک کی بڑی بھابھی بولیں۔

''یار! وہ گانا سنا ہے۔ جس کی بیوی چھوٹی اس کا بھی بڑا نام ہے۔ گود میں اٹھا لو بچے کا کیا کام ہے۔'' ضحاک کے اپنے بہن بھائی بھی اس کا مذاق اڑا رہے تھے اور ہنس رہے تھے۔ تقریباً سب نے ضحاک کے موٹے ہونے کا مذاق اڑایا۔ ضحاک مسکراتا رہا۔ فضاء کو حیرت بھی ہوئی۔ موٹے ہونا کوئی عیب نہیں۔ جس کا سب تماشا بنا کر ہنس رہے ہیں۔

اسے ضحاک کے لیے بہت برا لگ رہا تھا۔ آنٹی آمنہ یہ سب دیکھ رہی تھیں۔ ماں تھی تکلیف تو بہت ہوئی۔ نہ جانے کیوں انہیں ضحاک پر بھروسہ تھا کہ ایک دن وہ کامیاب ہو گا۔ سٹیج پر بیٹھے ضحاک کی نظر اپنی ماں پر

پڑی۔انہوں نے مسکرا کر ضحاک کو دیکھا۔ضحاک بھی مسکرانے لگا۔

فضاء اپنے ماں کے گھر پر تھی۔اس کے موبائل پر مسیج آیا۔مسیج سڈ کا تھا۔

"اگر نوکری چاہیے تو آج شام پارٹی میں ضرور آنا۔اور اچھے کپڑے پہن کر، تیار ہو کر آنا۔ایڈریس میں سینڈ کر رہا ہوں۔ایک اور بات، ایک بیگ میں اپنے کپڑے لے آنا۔شاید دوسرے شہر جانا پڑے کام کے لیے۔"

فضاء بہت خوش ہوئی۔فوراً مارکیٹ گئی۔اپنے لیے لال رنگ کا فراک پسند گیا اور کچھ سامان لیا۔پارلر میں گئی، تیار ہوئی اور پھر گھر کا رخ گیا۔اپنا بیگ پیک کیا۔بنا آستین کا فراک پہنا اور خود کو شیشے میں دیکھا۔فراک اس کے گھٹنوں کا تک تھا۔بالوں کو کھلا چھوڑ دیا۔

"پہلی بار کسی پارٹی میں جا رہی ہوں۔ضحاک کو فون بھی کیا۔پر نہ جانے کہاں غائب ہے۔اسے مسیج پر انفارم کر دیتی ہوں۔"ایک بار پھر سے اپنے آپ کو شیشے میں دیکھا "پرفیکٹ۔" بیگ لیا، اپنی جیکٹ پہنی گھر سے باہر آ گئی۔موسم خراب ہو رہا تھا۔ٹیکسی لی اور سڈ نے جو پتہ دیا تھا وہاں کے لیے روانہ ہو گئی۔

شام ہو رہی تھی۔شہر سے بہت دور ایک فارم ہاؤس تھا۔گاڑی وہاں رکی۔فضاء جب گاڑی سے اتری، اسے ڈر لگنے لگا۔وہ چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔اندر بہت رش تھا اور اونچی آواز سے گانا لگا ہوا تھا۔بہت سے لوگوں کے ہاتھ میں شراب تھی۔

"کیسی ہو سویٹ گرل۔" پاس ایک لڑکا کھڑا تھا جو اوپر سے نیچے تک فضاء کو گھور رہا تھا۔فضاء کو غصہ آیا۔اسے نظر انداز کیا اور آگے بڑھ گئی۔کچھ اور لوگوں نے بھی فضاء کو عجیب نظروں سے دیکھا۔فضاء سڈ کو ڈھونڈنے لگی۔وہاں سب ایک جیسے تھے۔کوئی شراب پی رہا تھا تو کوئی ڈانس کر رہا تھا۔سڈ پر نظر پڑی۔وہ ایک لڑکی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مزے سے شراب پی رہا تھا۔فضاء پر نظر پڑتے ہی اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔پہلے تو فضاء کو کوفت ہوئی۔پر نوکری بھی تو چاہیے تھی۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی خوبصورت ہو۔تمہیں تو ماڈل ہونا چاہیے۔کاش تم میری گرل فرینڈ ہوتی۔" سڈ نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔فضاء کو اس کا یوں فری ہونا اچھا نہ لگا۔اپنا ہاتھ

پیچھے کرلیا۔

''وہ کہاں ہے؟'' فضاء نے سڈ سے پوچھا۔اس کے منہ سے بہت گندی بو آرہی تھی۔

''کون؟''

''جس نے مجھے نوکری دینی ہے۔''

''رک جاؤ۔اتنی کیا جلدی ہے۔ابھی تو آئی ہو۔'' سڈ نے شراب پی۔''رکو، میں ابھی آتا ہوں۔''

فضاء نے پارٹی پر نظر دوڑائی۔وہ امریکہ میں ضرور رہی تھی۔پر انگریزوں کی پارٹی پہلی بار دیکھ رہی تھی۔کس طرح لڑکے لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے سے چپک رہے تھے۔فضاء ایک کونے میں کھڑی ہوگئی۔وہی لڑکا دوبارہ اس کے پاس آیا۔

''تم اکیلی کیا کررہی ہو؟ آؤ ڈانس کرتے ہیں۔'' اس نے فضاء کو شراب آفر کی۔فضاء نے لینے سے انکار کیا اور اسے دھکا دیا۔تو اسے غصہ آیا۔اس نے فضاء پر شراب پھینک دی اور چلا گیا۔فضاء کے سارے کپڑے خراب ہوگئے۔بڑی مشکل سے واش روم تلاش کیا۔اپنے کپڑے صاف کیے۔اسے چار پانچ گالیاں نکالیں۔واپس آئی تو سڈ مل گیا۔

''تم مجھے اس شخص سے ملا رہے ہو کہ نہیں۔ورنہ میں گھر جاؤں۔'' فضاء کو غصہ آ گیا۔

''غصہ مت کرو۔میں ابھی اس شخص سے تمہاری ملاقات کرواتا ہوں۔'' سڈ اسے ایک شخص کے پاس لے گیا۔اس کا تعارف کروایا اور چلا گیا۔

''ہوں۔تو تم کو جاب چاہیے۔میڈم فضاء ویسے بہت خوبصورت ہیں۔ایشین بیوٹی۔'' وہ ایک چینل پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر تھا۔وہ اس وقت فل نشے میں تھا۔اس کے ساتھ تین چار لڑکیاں تھیں۔سب نے بیہودہ لباس پہنا ہوا تھا۔

''آؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔'' اس نے فضاء کا ہاتھ زبردستی پکڑا اور اسے ایک صوفے پر بٹھایا اور خود پاس بیٹھ گیا۔فضاء نے اپنا ہاتھ کھینچا اور جانے لگی۔وہ اس وقت عجیب حالت میں لگ رہا تھا۔اس نے دوبارہ فضاء کا ہاتھ پکڑا اور شراب پی۔فضاء نے اسے زور سے دھکا دیا۔شراب اس کے کپڑوں پر گر گئی۔اردگرد لوگوں کی نظر اس

پڑی۔اسے اپنی توہین محسوس ہوئی۔اس نے فضاء کو گالی دی۔

''تمہاری ہمت کیسے ہوئی۔لوگ مجھ سے ملنے کے لیے ترستے ہیں اور تم......وہ تو میں سڈ کی وجہ سے ورنہ......''اس نے فضاء کو زور سے صوفے پر دھکا دیا۔فضاء کا برا حشر ہو گیا۔وہ چکرا گئی۔اس سے پہلے کہ وہ فضاء کو دوبارہ ہاتھ لگاتا۔کسی نے زور سے اس شخص پیچھے دھکا دیا اور فضاء کے آگے کھڑا ہو گیا۔

''چلے جاؤ یہاں سے۔جانتے ہو نا میں کون ہوں۔''

اسے اب چکر آنے لگا اور وہ صوفے کا سہارا لے کر ادھر بیٹھ گیا۔فضاء اب کھڑی ہوئی۔سامنے ضحاک کھڑا تھا۔ضحاک نے ایک نظر فضاء پر ڈالی اور اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے فارم ہاؤس سے باہر لے کر آیا۔باہر طوفانی بارش ہو رہی تھی۔ضحاک نے اپنا کوٹ فضاء کو دیا۔

''یہاں رکو۔ابھی آتا ہوں۔''اس نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔فضاء کے آنسو بہنے لگے۔وہ اپنا بیگ لے کر آئی۔سردی سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔ضحاک گاڑی لے کر آیا۔دروازہ کھولا۔فضاء کا بازو پکڑ کر اسے گاڑی میں بٹھایا۔اپنی سیٹ پر واپس آ کر بیٹھ گیا اور کار سٹارٹ کی۔تیز ہوائیں چلنے لگیں۔گاڑی کا ہیٹر آن کیا۔رات ہو چکی تھی۔ضحاک نے کوئی بات نہیں کی۔وہ سر جھکائے بیٹھی رہی۔گاڑی سنسان راستے سے گزرتی ہوئی ایک گھر کے سامنے رکی۔

......

فیضان کی شادی ہو گئی۔اس کی بیگم تانیا بہت پیاری لگ رہی تھی۔فیضان نے اپنی ساری شادی کی تصویریں اور ویڈیو اپنی ماں کو سینڈ کیں۔وہ روزانہ سے فون پر بات بھی کرتا تھا۔آنٹی طاہرہ اپنے بیٹے کے لیے بہت خوش تھیں۔اپنی طلاق کے چند سال بعد طاہرہ کی کام والی نے جب ان سے اپنے بیمار بیٹے کے لیے دعا کرنے کو کہا تھا۔تب سے وہ بے چین رہنے لگیں۔اللہ نے ان کو ہدایت کا ایک راستہ دکھایا۔ان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔وہ روز اللہ سے اپنی غلطی کی معافی مانگتی اور یہی دعا مانگتی کہ ان کی بیٹی فضاء اس جیسی نہ بنے۔

......

ضحاک نے گھر کے باہر گاڑی روکی۔یہ گھر جنگل کے درمیان بنا ہوا تھا۔برف باری اتنی تیز ہو رہی تھی کہ وہ

مزید آگے اپنے گھر نہیں جا سکتا تھا۔

''ادھر رکو، میں ابھی آتا ہوں۔'' ضحاک نے فضاء کو کہا اور گھر کے اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا۔ گاڑی کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھا۔ فضاء کو کمبل دیا۔

''یہ اپنے اوپر اچھے سے لو اور اندر چلو۔'' ضحاک نے فضاء کا بیگ پکڑا اور گاڑی سے نکلا۔ فضاء نے کمبل لیا اور اس کے پیچھے چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ گھر اتنا بڑا نہیں تھا۔ پر بہت گرم تھا۔ ضحاک نے گھر کی لائٹس آن کیں۔ فضاء سردی کی وجہ سے کانپ رہی تھی۔ ضحاک نے ہیٹر آن کیا۔ فضاء وہاں بیٹھ گئی۔ رونا بہت آ رہا تھا۔ پر ضحاک کے سامنے نہیں رونا چاہتی تھی۔ ضحاک کچن میں گیا اور کھانا گرم کرنے لگا۔

''واش روم کس طرف ہے؟''

ضحاک نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور اسے اشارے سے بتایا۔ فضاء اس سے نظر نہیں ملا پا رہی تھی۔ اس نے اپنا بیگ لیا اور واش روم گھس گئی۔ گرم پانی سے نہائی تو کچھ سکون ہوا۔ اپنے بیگ سے کپڑے نکالے۔ جو اس نے سڈ کے کہنے پر رکھے تھے۔ اسے گالیاں نکالیں۔

''مجھے بھی کیا ضرورت تھی کہ میں اس کی باتوں پر بھروسہ کرتی۔ اگر ضحاک وقت پر نہ آتا تو.....'' اپنے آپ کو شیشے میں دیکھا۔ آنسو پھر سے نکل پڑے۔ اپنا نائٹ ڈریس پہنا۔ سفید رنگ کا پاجامہ اور پنک رنگ کی شرٹ پہنی۔ جس پر ہرن بنے ہوئے تھے۔ منہ اچھے سے دھویا اور باہر آ کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔ تولیہ سے بال خشک کرنے لگی۔ ضحاک اب بھی کچن میں تھا۔ بھوک بہت زیادہ لگ رہی تھی۔ پر ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ ضحاک کا سامنا کرے۔

''کھانا کھا لو۔ اگر بھوک ہڑتال کرنی ہے تو مجھے بتا دینا۔ ویسے پارٹی میں کچھ کھایا تھا۔'' ضحاک فضاء کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے گھورے جا رہا تھا۔ وہ ایک پیاری سی گڑیا لگ رہی تھی۔ اپنے گیلے بالوں کو تولیے سے خشک کر رہی تھی۔ فضاء نے تولیے کے پیچھے سے ایک نظر اس پر ڈالی۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ جان گئی کہ اس نے طنز کیا ہے۔ بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔ اٹھ کر کچن میں آ گئی۔ میز پر گرم کباب دیکھ کر اور زیادہ بھوک لگنے لگی۔ ضحاک بھی کچن میں آیا۔ کرسی پیچھے کر کے اس پر بیٹھ گیا۔ فضاء بھی پاس

بیٹھ گئی۔ایک پلیٹ خود لی اور دوسری فضاء کے آگے رکھ دی۔کباب اپنی پلیٹ میں ڈالا اور کھانے لگا۔فضاء نے بھی کباب لیا اور کھانا کھانے لگی۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا بات کرے۔اس سے پہلے ضحاک کو اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا۔

''میرا فون کام نہیں کر رہا۔میں نے امی سے بات کرنی ہے۔کیا آپ کا فون......'' فضاء کی بات مکمل نہیں ہوئی کہ ضحاک فوراً بولا۔

''میرے موبائل کی بیٹری لو ہے۔''

فضاء خاموش ہوگئی پھر بولی۔

''یہ گھر کس کا ہے؟''

''کیوں، تم نے خریدنا ہے؟'' ضحاک کھانا کھانے مصروف تھا۔فضاء نے ایک نظر اسے دیکھا۔کھانا ختم کر چکی تھی۔واپس آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔رات بہت ہو چکی تھی۔نیند بھی آنے لگی۔کھڑکی پر نظر پڑی۔پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔باہر شدید طوفان آیا ہوا تھا۔اپنے اوپر غصہ آنے لگا۔جس طرح اس اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دھکا دیا۔ضحاک واقعی اس وقت نہ پہنچتا تو......کھڑکی کو ہاتھ لگایا۔ساتھ ہی زور سے بجلی چمکی۔فضاء ڈر کر پیچھے ہوگئی۔پیچھے ضحاک کھڑا تھا۔اس سے ٹکر ہوئی تو اور ڈر گئی۔اپنے آپ کو سنبھالا۔

''کافی پی لو۔اندر کچن میں میز پر پڑی ہے۔'' ضحاک نے اپنا کافی کا کپ لیا اور ایک کمرے میں چلا گیا۔فضاء کچن میں گئی تو کچن صاف تھا۔برتن اس نے دھو دیئے تھے۔میز سے اپنا کپ لیا اور باہر بیٹھ گئی۔نئے گھر میں ڈر لگ رہا تھا۔ضحاک کے پاس بھی نہیں جا سکتی تھی۔نہ جانے کیسے ری ایکٹ کرے۔گرم کافی پی تو سکون ہوا۔

ضحاک اپنے کمرے میں چکر لگا تا رہا۔غصہ بہت آرہا تھا۔پر یہ بھی جانتا تھا۔جو آج ہوا ہے فضاء ویسے ہی بہت شرمندہ ہے۔فضول میں کچھ کہنے کا کیا فائدہ۔آنٹی آمنہ نے اس کی تربیت بہت اچھی کی تھی۔خاص طور پر غصے پر قابو رکھنا ہے ورنہ جو سکول میں اس کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔

ضحاک بیڈ پر بیٹھ گیا۔نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔کچھ دیر بعد اچانک آنکھ کھولی۔اٹھ کر بیٹھ گیا۔اپنی

بیگم کا خیال آیا۔ کمرے سے باہر آیا۔ فضاء نظر نہیں آئی۔ پہلے کچن میں پھر واش روم میں چیک کیا پر وہاں پر بھی نہیں تھی۔

''اللہ! کہیں گھر سے باہر تو نہیں چلی گئی۔ کہیں ہرن دیکھنے نہ نکل پڑی ہو۔ ہائے یہ لڑکی بھی......''

بھاگ کر اپنے کمرے سے اپنا کوٹ لایا۔ جب دروازے کے پاس پہنچا تو دروازہ لاک تھا۔ ادھر کھڑا ہو گیا۔ ہال سے کچھ آواز آرہی تھی۔ ضحاک نے غور سے آواز سنی اور اس طرف آیا۔ آواز خراٹوں کی تھی۔ فضاء نظر نہ آئی۔ ایک صوفے کے پیچھے نظر پڑی۔ ضحاک کو حیرت ہوئی۔ وہ صوفے کے پیچھے سو رہی تھی۔ ضحاک اسے پہلے تو دیکھتا رہا۔ وہ بالکل ایک بلی کی طرح سو رہی تھی۔ کمبل نہ ہونے کی وجہ سے سردی میں سمٹ کر سو رہی تھی۔ ضحاک کو دکھ بھی ہوا اور اپنے اوپر غصہ بھی آیا۔

''خود تو مزے سے کمرے میں چلا گیا۔ اور اسے...... یہاں چھوڑ دیا۔'' پہلے تو اس پر کمبل دیا۔ پھر عقل آئی۔ صوفے کو پیچھے دھکا دیا۔ فضاء کے ہاتھ میں کچھ تھا۔ بہت آرام سے اس کے ہاتھ سے نکالا۔ پین کلر کی میڈیسن تھی۔

''دوائی کھا کر سوئی ہے۔'' اسکا ماتھا چیک کیا۔ ''کہیں بخار تو نہیں۔ شکر ہے ٹھیک ہے۔''

اسے اٹھایا، جتنا دیکھنے میں لگا تا تھا۔ اس سے بہت کم وزن تھا۔

''اتنا کم وزن۔ اس سے زیادہ وزنی تو میرے کیمرے ہوتے ہیں۔'' ضحاک مسکرایا۔ اسے لا کر بیڈ پر لٹایا۔ اس پر کمبل دیا۔ اس کے بال اس کے چہرے پر آرہے تھے۔ ان کو اپنی انگلی سے پیچھے کیا۔ پھر اپنا لیپ ٹاپ آن کیا اور کمرے میں اس کے پاس صوفے پر بیٹھ گیا۔ اپنا کام کرتا رہا۔ جب نیند آئی تو ادھر صوفے پر سو گیا۔

......

فضاء کی جب آنکھ کھلی تو دس بج رہے تھے۔ اٹھ کر بیٹھی۔ اپنے آپ کو کمرے میں وہ بھی بیڈ پر پا کر اسے حیرت ہوئی۔ جب ضحاک کو پاس صوفے پر دیکھا تو سب سمجھ گئی۔ کل والا واقعہ پھر یاد آیا۔ واش روم گئی، فریش ہوئی اور پھر کچن میں گئی۔ ضحاک وہاں پہلے سے موجود تھا۔

''ناشتہ کرو گی، بیٹھ جاؤ۔'' لہجہ اب نرم تھا۔ فضاء کرسی پر بیٹھ گئی۔ ضحاک نے کیک، انڈے اور بن اس کو

دیئے اور ساتھ میں کافی بھی بنائی اور فضاء کے ساتھ ناشتہ کرنے لگا۔

''اب طبیعت کیسی ہے؟''ضحاک نے بن کھاتے ہوئے پوچھا۔

''ٹھیک ہوں۔''فضاء نے اتنا کہا۔اپنے اوپر قابو نہ رکھ پائی اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ضحاک پریشان ہو گیا۔

''فضاء! کیا ہوا ہے۔کیوں رو رہی ہو۔''اٹھ کر اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کیا۔فضاء ضحاک سے چپک کر رونے لگی۔ضحاک جانتا تھا کہ جو بھی کل ہوا تھا۔وہ کوئی بھی لڑکی برداشت نہیں کر سکتی۔اس نے فضاء کو رونے دیا۔پھر اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔ٹشو سے اس کا چہرہ صاف کیا۔فضاء اب بھی سسکیاں لے رہی تھی۔

''فضاء! جو بھی ہوا اسے بھول جاؤ۔ایسے کسی پر بھروسہ نہیں کرتے۔''

''میں......تو صرف......جاب کے لئے......گئی تھی۔مجھے نہیں معلوم تھا کہ......''فضاء کی آنکھوں میں اب بھی آنسو تھے۔

''ویسے ایک بات بولوں کل بہت پیاری لگ رہی تھی۔وہ لال فراک میں......''ضحاک نے فضاء کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔فضاء نے اپنا چہرہ نیچے کر لیا۔

''مجھے بھوک لگی ہے۔''

''سچ میں پیاری لگ رہی تھی۔ویسے یہ گھر میرے دوست کا ہے۔''ضحاک نے کیک کا پیس فضاء کے منہ میں ڈالا۔

''امی سے بات کرنی تھی۔آپ نے کل اپنا فون نہیں دیا تھا۔''

''کل واقعی اس کی بیٹری لو تھی۔میں نے ان کو بتا دیا تھا کہ تم میرے ساتھ ہو۔ناشتہ کر لو۔پھر سامان پیک کر لینا گھر چلتے ہیں۔''

''کیا چند دن اور یہاں رک سکتے ہیں۔ویسے ابھی طوفان ختم نہیں ہوا اور سڑکوں پر بہت برف جمی ہوئی ہے۔''فضاء نے مسکرا کر ضحاک کی طرف دیکھا۔

”جیسے میری بیگم کی مرضی۔میں نے تم کو بتانا تھا کہ مجھے تھوڑے عرصے کے لیے اپنے کام کے سلسلے میں لندن جانا ہے۔تم بیشک اپنی امی کے پاس رک جانا۔“

فضاء ساتھ جانا چاہتی تھی۔ پر ضحاک نے منع کر دیا۔وہ دو دن بعد واپس آ گئے۔

انکل شبیر کی طبیعت بہت خراب ہو گئی اور ان کو ہسپتال داخل کروایا دیا۔فضاء پاکستان آنا چاہتی تھی۔ پر امریکہ کے موسم کی خرابی کی وجہ سے نہ آ پائی۔ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ان کی آخری خواہش یہی تھی کہ وہ پاکستان میں دفن ہوں۔فضاء اپنی ماں کے پاس تھی۔ فیضان بھی دو ہفتے بعد واپس آ گیا۔فیضان اور تانیا ایک ہی جگہ جاب کرتے تھے۔

”امی! ہم دونوں کو جاب کی طرف سے دوسرے ملک سعودی عرب جانا ہے۔آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔“ کھانے کی میز پر فیضان نے طاہرہ آنٹی کو بتایا۔

”جی امی، آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔فضاء کی بھی شادی ہو گئی ہے۔آپ یہاں اکیلی رہ کر کیا کریں گی۔ہم وہاں سب سے پہلے عمرہ کریں گے۔“ تانیا نے بھی اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔

”سچ میں۔“ طاہرہ آنٹی کو یقین نہ آیا۔ان کے آنسو بہنے لگے۔”سچ میں اللہ ضرور سنتا ہے۔اس نے میری سن لی۔“

فیضان اور تانیا ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

”امی! کیا ہوا؟ مجھے لگا آپ خوش ہوں گی۔“

”میں ابھی آتی ہوں۔تم دونوں کھانا کھاؤ۔“ طاہرہ آنٹی اٹھ کر چلی گئیں۔ فیضان اور تانیا بھی پیچھے گئے۔طاہرہ آنٹی جائے نماز پر سجدے کی حالت میں تھیں اور رو رہی تھیں۔تانیا پانی لائی۔

”میں نے اللہ سے بہت معافی مانگی تھی۔اگر وہ ذات مجھے معاف کر دے تو میں عمرہ ادا کروں گی۔آج سالوں بعد.....“ وہ پھر رونے لگیں۔ فیضان نے انہیں چپ کروایا۔تانیا جانتی تھی کہ آنٹی طاہرہ نے طلاق لی تھی۔پر اس بات سے اسے کوئی مسئلہ نہ تھا۔چند ہفتوں بعد وہ تینوں سعودی عرب شفٹ ہو گئے۔

ادھر آنٹی آمنہ اور انکل راحیل بھی پاکستان چلے گئے۔ضحاک بھی کام کے سلسلے میں دوسرے ملک چلا

گیا۔فضاء کو ضحاک کے بڑے بھائی اور بھابھی کے گھر رہنا پڑا۔دونوں میاں بیوی جاب کرتے تھے اور گھر کی ساری ذمہ داری فضاء پر آ گئی۔ابھی اسے چند دن ہی ہوئے تھے کہ ان کا دوسرا بھائی اور بھابھی بھی اپنے بچوں کے ساتھ ادھر رہنے آ گئے۔وہ بھی جاب کرتے تھے اور گھر کا سارا کام فضاء پر آ گیا۔

ضحاک سے دور فضاء کو اس گھر میں تین ماہ ہو گئے تھے۔اس کی زندگی گھر کے کاموں تک محدود رہ گئی تھی۔بڑے بھائی کے تین بچے جن میں سے بڑے دو سکول جاتے اور ایک گھر پر فضاء کے ساتھ رہتا۔اسی طرح چھوٹے بھائی کے دو بچے ایک سکول جاتا اور دوسرا گھر پر فضاء کے پاس اس کے والدین چھوڑ جاتے۔ان کا رویہ فضاء کے ساتھ بہت برا تھا۔ایک دن رات کو فضاء اپنے کمرے سے نیچے کچن میں آ رہی تھی۔ابھی وہ سیڑھیوں میں تھی جب اس کے کان میں آواز پڑی۔وہ ادھر رک گئی۔بات فضاء کی ہو رہی تھی۔

''اللہ کا شکر ہے ہم کو مفت میں کام والی مل گئی۔'' بڑی بھابھی صدف بولیں۔

''ہاں زیادہ اچھی بات یہ کہ بچوں کی بہت اچھی بے بی سیٹر ہے۔ورنہ بچوں کے لیے اگر بے بی سیٹر رکھو تو ساری تنخواہ ادھر نکل جاتی ہے۔'' اس کا شوہر بولا۔

''بات تو ٹھیک ہے۔جیسی ماں ویسی بیٹی۔دونوں طلاق یافتہ۔ساسو ماں کو یہی ملی تھی اپنے بیٹے کے لیے۔ نا جانے پاکستان میں کیا کر کے آئی ہے۔جو اتنی جلدی طلاق ہو گئی۔'' اب کی بار چھوٹی بھابھی صباء بولی۔

''ویسے آپس کی بات ہے۔ضحاک کو کس نے اپنی لڑکی دینی تھی یہ طلاق یافتہ ہی سہی۔'' اس پر سب ہنس پڑے۔

''چلو ہمارے کام تو آ رہی ہے۔اب یہاں سے طلاق لینے سے رہی۔آنٹی طاہرہ اب تو بڑی نیک بنی پھرتی ہیں۔نو سو چوہے کھا کر بلی چلی حج کو۔'' چھوٹے بھائی کی اس بات پر سب زور سے ہنسے۔فضاء کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

''مجھے لگتا ہے تبھی ضحاک اس کو ادھر چھوڑ گیا ہے۔خیر مجھے سارا دن اس کی خبر ملتی رہتی ہے کہ میڈم سارا دن کیا کرتی ہے؟'' صدف دوبارہ بولی۔

’’وہ کیسے؟‘‘ دونوں بھائی حیرت سے بولے۔

’’وہ ایسے کہ بچے مجھے اور صباء کو بتاتے ہیں۔ وہ اس کی جاسوسی بھی کرتے ہیں۔ ضحاک سے اسکی زیادہ بات نہیں ہوتی۔‘‘

’’بھابھی! آپ نے کمال کر دیا۔ یہ تو بہت اچھا ہے۔ اب ہم کام کی بات کرتے ہیں۔ ہم چاروں جو نیا کاروبار شروع کر رہے ہیں۔ اس کے لیے ہم سب کا اب زیادہ وقت گھر سے باہر گزرے گا۔ اس نئے کاروبار کو شروع کرنے میں کافی وقت لگے گا۔‘‘ چھوٹے بھائی نے سب کو خبر دی۔

’’کوئی نہیں چھوٹی چاچی ہے گھر اور بچوں کو سنبھالنے کے لیے۔‘‘ صدف بھابھی بولیں۔ وہ چاروں اب کاروبار کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ فضاء آرام سے اپنے کمرے میں آئی۔ دروازہ لاک کیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ان کا رویہ فضاء سے بہت برا تھا۔ فضاء کی سمجھ سے باہر تھا کہ کیا کرے۔

’’یا اللہ! میں کیا کروں۔ کیا ضحاک کو سب بتا دوں۔ پر اسے کیا بولوں گی۔ ویسے صدف بھابھی نے صحیح کہا۔ آخر ضحاک مجھے اپنے ساتھ کیوں لے کر نہیں گیا۔ اس نے میری بہت بے عزتی کی تھی۔ جب میں نے شادی کے لیے کہا تھا۔ اب اپنی ماں کے لیے اس نے اس رشتہ کے لیے ہاں کی ہوگی۔‘‘ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ موبائل ہاتھ میں پکڑ کر بیٹھی رہی۔

’’فضاء......فضاء......کہاں ہو؟ نیچے آؤ۔‘‘ صباء نے غصے سے فضاء کو پکارا۔ فضاء اپنے کمرے سے آواز سن کر فوراً نیچے آئی۔

’’کیا ہوا ہے بھابھی؟‘‘ فضاء کچن میں پہنچی۔ صباء کا چھوٹا بیٹا رو رہا تھا۔ ’’اسے کیا ہوا ہے؟‘‘

’’یہ بات مجھے تم سے پوچھنی چاہیے۔ کہاں مر گئی تھی۔ میں اپنے بچوں کو تمہارے پاس چھوڑ کر گئی تھی اور......‘‘ اس نے فضاء کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ کی آواز سن کر اس کا شوہر کچن میں آیا۔

’’کیا ہوا ہے؟‘‘

’’میں اپنے بچوں کو اس کے پاس چھوڑ کر تھوڑی دیر کے لیے باہر گئی تھی۔ یہ اپنے کمرے میں آرام کرنے

چلی گئی۔اور ہمارے بیٹے نے اپنا ہاتھ جلا لیا ہے۔یہ دیکھیں۔‘‘صباء نے اپنی بیٹے کا ہاتھ اپنے شوہر کو دکھایا۔فضاء اپنا ہاتھ اپنے گال پر رکھ کر یہ سب حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

’’بھابھی! آپ کیا بچوں کا دھیان بھی نہیں رکھ سکتیں۔اس کا سارا ہاتھ جل گیا ہے۔کیسے رو رہا ہے۔اب میری شکل کیا دیکھ رہی ہیں۔جا کر فرسٹ ایڈ کا باکس لائیں۔‘‘وہ بھی غصے سے فضاء پر برس پڑا۔

’’اب جاؤ بھی۔ماں کا نام روشن کر کے چھوڑے گی۔‘‘صباء غصے سے چیخی۔فضاء جا کر فرسٹ ایڈ کا باکس لائی۔صباء اور بھائی اپنے بچوں کو اپنے کمرے میں لے گئے۔فضاء دوبارہ اپنے کمرے میں آ گئی۔

’’یہ سب دوبارہ میرے ساتھ......زندگی پھر سے وہیں گھوم کر آئے گی۔‘‘فضاء کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔دروازے پر دستک ہوئی اور صدف بھابھی اندر داخل ہوئیں۔

’’ایک بچے کا دھیان نہیں رکھ پائی۔اس بیچارے کا ہاتھ جلا کر کتنے آرام سے یہاں بیٹھی ہو۔اگر ابھی پولیس کو فون کر دوں تو عقل ٹھکانے لگ جائے گی۔‘‘انہوں نے بھی سارا غصہ اس پر نکالا۔

’’یہ جھوٹ ہے۔آپ میری بات تو سن......‘‘فضاء کا اتنا ہی کہنا تھا وہ پھر سے بولیں۔

’’بکواس بند رکھو۔ایک تو غلط کام کرتی ہو۔اوپر سے جھوٹ بولتی ہو۔سارا دن گھر پر مزے سے آرام کرتی ہو۔اور تم ہو کہ......ایک تمہارا شوہر تم کو ہمارے سر چھوڑ گیا۔بالکل اپنی ماں پر گئی ہو۔وہ بھی پورے خاندان میں تماشے لگاتی تھی۔اب تم بھی اسی راہ پر چل رہی ہو۔اب اس گھر کو تباہ کرو گی۔‘‘ان کے منہ میں جو آیا بول کر چلتی بنیں۔فضاء اس جگہ اسی حالت میں دوبارہ بیٹھ گئی۔جب سے اس گھر میں آئی تھی۔روز یہ سننے کو ملتا کہ جیسی ماں ویسی بیٹی۔ضحاک کو دو تین بار فون کیا۔پر اس نے فون نہیں اٹھایا۔نیچے آئی کچن میں شام کا کھانا بنایا۔کسی نے سیدھے منہ بات نہ کی۔ضحاک کو پھر فون کیا۔اب اس کا فون بند تھا۔اپنا موبائل بند کر کے ٹیبل پر رکھ دیا۔

......

فضاء سو کر اٹھی۔فریش ہوئی اور گھر سے باہر جانے لگی۔ساتھ ہی صدف نے آواز دی۔

’’میڈم کہاں جا رہی ہو؟ ذرا ادھر آؤ کام ہے۔‘‘

’’جی بھابھی کیا ہوا؟۔مجھے کام تھا مارکیٹ جا رہی تھی۔‘‘فضاء نے اپنا بیگ کندھے پر لیا اور بھابھی کے

پاس آئی۔

''جو سامان ہے مجھے بتا دو۔میں مارکیٹ ہی جا رہی ہوں۔تم بچوں کو سنبھال لو۔''صدف بھابھی نے چھوٹی بیٹی کی پونی بنائی۔

''مجھے کچھ پرسنل کام بھی ہے۔میں جلدی آجاؤں گی۔اور اپنا سامان خود لے آؤں گی۔''فضاء جانے لگی۔

''تم کو بھی اپنی ماں کی طرح گھومنے کا شوق ہے۔ایسا کون سا پرسنل کام ہے۔مجھے بھی معلوم ہو۔''

''میری ماں کا نام مت لیا کریں۔اللہ کا شکر ہے وہ جیسی بھی تھیں۔انہوں نے میری آپ سے اچھی تربیت کی ہے۔''فضاء کی اس بات پر صدف کو غصہ چڑھ گیا۔

''کیا کہا تم نے۔تمہاری اوقات کیا ہے۔جیسی ماں طلاق یافتہ ویسی بیٹی طلاق یافتہ۔ایک ضحاک ہے جو تم کو ہمارے سر چھوڑ گیا۔''

صدف بھابھی کا شوہر بھی وہاں آگیا۔

''یہ صبح صبح کیا شور لگا رکھا ہے۔محلے والے کیا کہیں گے۔''

صدف اسی وقت رونے لگی۔

''اس نے میری بے عزتی کی ہے۔''

''بھائی! میں نے انہیں کچھ نہیں کہا۔آئندہ میری ماں کے بارے میں کچھ کہا تو بہت برا ہوگا۔''فضاء نے وارننگ دی۔

''یہ کیا طریقہ ہے بڑوں سے بات کرنے کا۔اپنے کمرے میں جاؤ۔''بڑے جیٹھ نے کہا اور اپنی بیگم کو لے کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔فضاء بھی اپنے کمرے میں آگئی۔

صباء اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ پہلے ہی گھر سے باہر تھی۔تھوڑی دیر بعد صدف بھابھی اپنے شوہر کے ساتھ باہر گئی۔فضاء نے ضحاک کو میسج کیا کوئی جواب نہ آیا۔دوپہر کو صباء کا میسج آیا۔مہمانوں نے آنا ہے تو کھانا پکا دینا۔فضاء نے کھانا پکایا۔رات کو کچن کے کاموں سے دیر سے فارغ ہوئی۔اب تو یہ معمول بن گیا۔دونوں میاں بیوی اپنے بچوں کو گھر چھوڑ کر باہر چلے جاتے یا فضاء کو میسج کر دیتے کہ کھانا پکا دینا، ہمارے مہمانوں نے آنا

ہے۔جب بھی ضحاک کو فون کرتی یہی کہتا کہ مصروف ہوں۔بعد میں بات کرتے ہیں۔جب سے فضاء اور ضحاک کی شادی ہوئی تھی۔وہ ایک ساتھ نہیں رہے تھے۔

......

صدف کی بڑی بیٹی نے اپنی ماں کو شکایت لگائی کہ فضاء آنٹی نے اسے مارا ہے۔بس اسی بات پر لڑائی شروع ہوگئی۔

''تمہاری ہمت کیسے ہوئی، میری بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی۔''

''میں نے اسے نہیں مارا۔یہ جھوٹ بول رہی ہے۔'' صباء بھی اپنے کمرے سے باہر آئی۔صدف بھابھی کی بڑی بیٹی ماچس کے ساتھ کھیل رہی تھی۔فضاء نے اس سے ماچس لے لی اور اس نے اپنی ماں کو شکایت لگائی کہ چاچی نے مجھے مارا ہے۔صباء بھی اوپر آئی اور فضاء سے لڑنے لگی۔

''دفعہ ہو جاؤ اس گھر سے۔منحوس عورت، تمہاری ماں جو کرتی تھی تم بھی کیا وہ کرو گی۔'' صباء نے اسے دھکا دیا اور وہ سیڑھیوں سے نیچے گر گئی۔فضاء کی زور سے چیخ نکلی۔

''امی! یہ آپ نے کیا کر دیا۔'' صدف بھابھی کی بیٹی بولی۔فضاء فرش پر گر گئی۔اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا آگیا اور وہ بے ہوش ہوگئی۔صدف اور صباء فوراً نیچے اتریں۔دونوں کے شوہر گھر پر نہیں تھے۔اپنے بچوں کو دوسرے کمرے میں بھیجا اور فضاء کو پکڑ کر اوپر لے گئے اور اسے اسکے کمرے میں چھوڑ کر نیچے آگئیں۔

خود چاروں اپنے نئے بزنس کی وجہ سے سارا دن گھر سے باہر رہتے اور گھر اور بچوں کی ذمہ داری ساری فضاء پر آگئی۔اپنی ماں کا رویہ دیکھ کر بچے بھی فضاء سے اکثر بدتمیزی کرتے۔صدف اور صباء ان کو منع بھی نہیں کرتیں۔جس کی وجہ سے وہ غلط کام کر کے الزام فضاء پر لگاتے۔

......

فضاء اپنے کمرے میں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔رات کو اس کو ہوش آیا۔پورے جسم میں بری طرح درد ہو رہا تھا۔کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔چاند کی روشنی اندر آرہی تھی۔ساتھ میں ٹھنڈی ہوا بھی اندر داخل ہو رہی تھی۔وہ ہمت کر کے اٹھی۔

’’مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ایک سال ہو گیا ہے میری شادی کو۔میں اپنی زندگی یوں برباد نہیں کر سکتی۔ایک میرا شوہر ہے جس کو میری ذرا پرواہ نہیں تو میں یہاں کیوں رکوں۔میں اب مزید یہاں نہیں رک سکتی۔‘‘ دراز سے پین کلر نکال کر کھائی۔

’’میں ایسا کرتی ہوں۔اپنی امی کے گھر چلے جاتی ہوں۔وہ گھر چھوٹا بھی ہے اور خالی بھی پڑا ہوا ہے۔جاب تو مجھے مل جائے گی۔ان کو اس گھر کا نہیں پتہ۔جو ایک سال میں انہوں نے میرا حشر کیا ہے۔‘‘

فضاء نے دروازہ لاک کیا۔الماری سے اپنا بیگ اور جیولری نکالی۔ساری جیولری ایک سوٹ کیس میں رکھی۔اپنے ضرورت کے چند کپڑے اور پاسپورٹ رکھا۔گھر کی چابی طاہرہ جانے سے پہلے دے گئی تھی۔بیگ میں جتنے بھی پیسے تھے رکھے۔دونوں بیگز کو الماری میں رکھا اور اپنے بیڈ پر آ کر لیٹ گئی اور گھر سے جانے کا منصوبہ بنانے لگی۔

’’ضحاک! تم سے بھی مجھے اپنا بدلہ لینا ہے۔جو تم نے میرے ساتھ کیا ہے اس کا حساب تم کو دینا ہوگا۔‘‘ بھوک بہت لگ رہی تھی۔پر نیند آ گئی اور سو گئی۔

......

دروازہ کھولا اور صباء اندر داخل ہوئی۔فضاء کو کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔

’’اب اٹھ جاؤ۔دوپہر ہو رہی ہے۔اب سارا دن سوتے رہنا ہے۔کتنے ڈرامے کرتی ہو اپنی ماں کی طرح۔ آج رات چھوٹی کی سالگرہ ہے۔گھر میں بہت کام ہے۔ہم شاپنگ کے لیے باہر جا رہے ہیں۔شام تک مہمانوں سے پہلے آ جائیں گے۔یہ لو کھانے کی لسٹ شام تک تیار ہونے چاہئیں۔اور گھر کی صفائی بھی اچھے سے کر دینا۔‘‘ صباء نے کاغذ میز پر رکھا اور چلی گئی۔فضاء اٹھ کر واش روم گئی۔فریش ہوئی اور نیچے آئی۔سارے جسم میں تکلیف تھی۔گھر خالی تھا یعنی سب جا چکے تھے۔فضاء نے کھانا کھایا اور لسٹ پر نظر ڈالی۔کھانے کی لسٹ بہت لمبی تھی۔

’’نوکر سمجھ رکھا ہے۔جو کل میرے ساتھ کیا۔اتنا نہیں کہ معافی مانگ لو۔‘‘

اس لسٹ کو چولہے پر رکھا اور آگ لگا دی۔اپنے کمرے میں آئی۔کپڑے بدلے۔جینز کے اوپر لمبا کوٹ

پہنا۔ بیگ لیا اور گھر سے جانے لگی۔ گھر پر ایک نظر ڈالی۔ انکل راحیل اور آنٹی آمنہ نے شہر سے دور ایک بڑا گھر لیا تھا تاکہ ان کے تینوں بیٹے اور بہوویں مل کر رہیں۔

''اب میں کبھی اس گھر میں نہیں آؤں گی۔ جو تم لوگوں نے میرے ساتھ کیا ہے۔ وہ ایک طرف پر جو میری ماں کے بارے میں بولا ہے۔ اس کا حساب تم لوگوں کو دینا ہوگا۔ میری ماں کی حقیقت کوئی نہیں جانتا۔''

سیدھے ریلوے سٹیشن پہنچی۔ اپنی ٹکٹ لی اور ٹرین میں اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائی اور آنکھیں بند کر لیں۔ جب ٹرین سٹیشن پر رکی تو اپنا بیگ پکڑا اور اتر گئی۔ رات ہو رہی تھی۔ ٹھنڈ بہت پڑ رہی تھی۔ وہاں سے ٹیکسی لی اور اپنی امی کے گھر آ گئی۔ بیگ سے چابی نکالی، دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ بیگ رکھا اور لائٹ آن کی۔ ایک گہری سانس لی۔ گھر سے آنٹی طاہرہ کی خوشبو آ رہی تھی۔ گھر میں دو کمرے تھے۔ ایک بیڈروم اور ایک چھوٹا کمرہ تھا۔ ایک کچن اور واش روم تھا۔ فضاء سب سے پہلے قریبی شاپ پر گئی اور کچھ ضرورت کا سامان لے کر آئی۔ گھر آئی، کھانا آرڈر کیا اور نہانے چلی گئی۔ اپنا پسندیدہ ہرن والا سوٹ پہنا۔ بیل بجی اپنا کھانا لیا۔ بل ادا کیا اور بیڈروم میں بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ابھی پیزا منہ میں ڈالا تو ٹائم دیکھا۔

''رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔ یعنی سب گھر آ گئے ہوں گے۔ ہاہاہا۔ خوب مزہ آیا ہوگا۔ پارٹی کا مزہ تو اب آئے گا۔ جب اتنے سارے مہمان آئے ہوں گے اور گھر میں کھانے کے لیے کچھ نہ ہوگا۔ ہاہاہاہا۔ واؤ۔ فضاء شبیر۔''

وہ مزے سے پیزا کھانے لگی۔ بیگ سے پین کلر نکال کر کھائی۔ بیڈ کی سائڈ ٹیبل سے اپنی ماں کی تصویر لی۔ اس کو چوما اور اپنے ساتھ لگا کر کمبل لے کر سو گئی۔

....

فضاء سو کر اٹھی۔ فریش ہوئی اور ناشتہ کیا اور جاب کی تلاش میں نکل پڑی۔ کافی جگہ انٹرویو دیئے۔ پر بات نہ بنی۔ جاب تو اسے نیوز اینکر کی چاہیے تھی۔ وہاں تو جاب نہیں ملی۔ البتہ ان کے میگزین میں آرٹیکل لکھنے کی جاب مل گئی۔ فضاء اپنی جاب سے بہت خوش تھی۔ اگرچہ وہ کبھی تنہا نہیں رہی تھی۔ جب گھر ہوتی ساری لائٹس آن رکھتی۔ اونچی آواز میں ٹی وی لگا دیتی۔ رات کو سوتے وقت لائٹ آن رکھتی۔ اس نے اپنے گھر میں کسی کو نہیں بتایا

تھا کہ اس کے ساتھ سسرال میں کیا ہوا ہے۔ایک دن جاب پر اسے بھائی کا میسج ملا۔

''ہم پاکستان میں ہیں۔امی کی طبیعت بہت خراب ہے۔کوشش کرو اور پاکستان آجاؤ۔''

وہ اپنے باس کے پاس گئی اور ان سے چھٹی کی درخواست کی۔

''فضاء! آپ کو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے اور اب آپ کو چھٹی چاہیے۔''اس کی باس نے کہا۔

''میڈم! بس چند دن کی بات ہے۔امی کی طبیعت بہت خراب ہے۔پلیز اگر آپ مجھے چند دن کی چھٹی دے دیں۔''فضاء نے اپنی درخواست رکھی۔

''ٹھیک ہے۔پر بس ایک ہفتے کی۔''باس نے درخواست پر سائن کر دیئے۔فضاء اسی شام پاکستان پہنچ گئی۔

فضاء شام کو اپنی ماں کے پاس بیٹھی تھی۔وہ اپنے آبائی گھر میں موجود تھے۔آنٹی طاہرہ بہت کمزور ہو گئی تھیں۔گود میں فیضان کا بے بی تھا۔فیضان اور تانیا بھی پاس موجود تھے۔

''بھابھی!اس کی مسکراہٹ آپ سے ملتی ہے۔اور بال فیضان بھائی جیسے ہیں۔''فضاء اپنے بھتیجے کو پیار کرنے لگی۔

''فضاء!ضحاک کیسا ہے؟''طاہرہ آنٹی نے پوچھا۔

''امی،ٹھیک ہے۔''فضاء کا دھیان اپنے بھتیجے پر تھا۔

''اور باقی سب سسرال میں کیسے ہیں؟''طاہرہ نے پھر پوچھا۔ان کو فضاء کی بہت فکر ہو رہی تھی۔

''امی اس کے ہاتھ کتنے پیارے ہیں۔''فضاء نے بات بدل دی۔آنٹی طاہرہ سو گئی۔تانیا کچن میں تھی۔

دروازے پر بیل ہوئی اور کچھ رشتے دار آئے۔سب ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے۔

''کیسی ہو فضاء؟۔سنا ہے پہلے طلاق ہو گئی تھی۔اب دوسری جگہ......شادی۔''پھوپھی کہتے ہوئے رک گئی۔

''جی سب ٹھیک ہے۔''فضاء خاموش ہو گئی۔وہ جانتی تھی وہ سب کیا کہنا چاہتے ہیں۔

''تم کو نہیں معلوم کس ماں کی بیٹی ہے۔آخر ماں کے نقشے قدم پر تو چلنا تھا۔''پھوپھی کا طنز صاف نظر آرہا

تھا۔

”ہاں بہن کم فساد نہیں ڈالے اس کی ماں نے۔ پورے خاندان میں کوئی فرد نہیں جو اس کی ماں سے محفوظ رہا ہو۔“ ایک اور رشتے دار نے اپنا حصہ ڈالا۔ فضاء سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

”کس طرح اپنی ساس سے لڑتی تھی۔ ہمت تھی ہمارے بھائی شبیر کی جو اتنے سال گزرے۔ اس فساد جیسی عورت کے ساتھ۔“ وہ سب اپنا زہر نکالنے آئے تھے۔ فضاء ان کا نشانہ تھی۔ وہ سب کافی دیر تک اپنی نفرت نکالتے رہے۔

فضاء رات کا کھانا کھا کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ فیضان اور بھابھی اپنے کمرے میں تھے۔ آنٹی طاہرہ دوا کھا کر سو گئیں۔ جو کوئی بھی آتا۔ فضاء کو اس کی ماں کی حرکتوں کا طعنہ ضرور مار کر جاتا۔ فضاء اپنی ماں کے پاس آ کر لیٹ گئی۔

طاہرہ آنٹی شروع سے غصے والی اور منہ پھٹ عورت تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑنے بیٹھ جاتی۔ اپنے سسرال میں بھی کسی کو نہیں بخشتا تھا۔ اسی بات سے تنگ آ کر طاہرہ کو امریکہ بھیج دیا۔ اپنے شوہر سے بھی لڑتی جھگڑتی رہتی۔ جب شبیر انکل نے طاہرہ کو طلاق دے دی تو فضاء اور فیضان کو پاکستان بھیج دیا۔ فیضان ہاسٹل چلا گیا۔

کوئی ایسا دن نہ تھا کہ فضاء کو اس کی ماں کے حوالے سے طعنہ نہ مارا جاتا۔ فضاء کے رشتے کی بات ہوئی تو خاندان میں کسی نے بھی فضاء کا رشتہ نہیں لیا تھا کہ وہ اپنی ماں جیسی بدتمیز اور منہ پھٹ ہو گی۔

”یا اللہ! میری ماں کو معاف کر دے۔ میں جانتی ہوں میری ماں نے بہت سے لوگوں کے دل دکھائے ہیں۔ ان کی مشکل آسان کر دے۔ مجھے معلوم ہے مرتے دم تک مجھے یہ سننے کو ملے گا کہ میری ماں ایک بری عورت تھی۔“

ماں تھی نفرت تو نہیں کر سکتی تھی۔ دعا ہی مانگ سکتی تھی۔ صبح آنٹی طاہرہ کی طبیعت بہت سخت خراب ہو گئی اور ان کو ہسپتال شفٹ کرنا پڑا۔ فضاء ہسپتال میں موجود تھی۔ کچھ رشتے دار آ گئے۔ ان میں فضاء کے نانا ابو بھی موجود تھے۔ انکل راحیل اور آنٹی آمنہ بھی آئے۔

ایسے موقع پر بھی لوگ باز نہ آئے اور طاہرہ کی برائی کرتے سے رہے۔

''تم کو اور کوئی لڑکی نہیں ملی۔ ضحاک کے لیے۔'' انکل راحیل نے غصے سے آنٹی آمنہ کو کہا اور فضاء پر نظر ڈالی۔ ان کی آنکھوں میں نفرت تھی۔ فضاء بھی پاس بیٹھی تھی۔ اسکا گلا خشک ہو گیا۔ آنٹی آمنہ خاموش ہو گئیں۔

فضاء کے نانا ابو نے ان کی بات سن لی۔ وہ ان کے پاس آئے اور بولے۔

''سالوں پہلے مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ جب میری بیٹی طاہرہ پیدا ہوئی تو میں بہت دیر تک اپنی بیگم سے ناراض رہا کہ بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ شاید اس کی اللہ نے مجھے سزا دی تھی۔ بیٹی رحمت ہوتی ہے پر جب ہم اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو اس رحمت پر نقطہ لگ جاتا ہے اور وہ زحمت بن جاتا ہے۔ یہی میرے ساتھ ہوا ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے۔'' یہ کہتے ہوئے وہ رو پڑے۔ ان کی بات سن کر بہت سے رشتہ داروں کے منہ بند ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد فیضان نے آ کر بتایا کہ امی اس دنیا میں نہیں رہیں۔

زندگی اتنی جلدی بدل جاتی ہے۔ ماں کا رشتہ دنیا کا سب سے مضبوط رشتہ ہوتا ہے۔ واقعی جس گھر میں ماں ہوتی ہے۔ وہ گھر جنت ہوتا ہے۔ فضاء سے یہ رشتہ بھی چھن گیا۔ فضاء ان کی قبر پر گئی۔ اللہ سے ان کے لیے بے شمار دعائیں مانگیں۔ فیضان اور تانیا بھی واپس سعودی عرب چلے گئے تو فضاء بھی واپس امریکہ آ گئی۔

❁......❁......❁

فضاء اپنی ماں کے گھر واپس آ گئی۔ جاب پھر سے شروع کر لی۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد لیپ ٹاپ پر بیٹھی اپنی جاب کا کام کر رہی تھی۔ جب آنٹی آمنہ کا میسج آیا۔

''ہم کل امریکہ آ رہے ہیں۔''

فضاء پریشان ہو گئی۔ اس کے ساتھ جو اس گھر میں ہوا تھا۔ وہ ان دونوں کو نہیں معلوم تھا۔ ویسے بھی جنازے پر اپنے ساس اور سسر سے ملاقات تو ہوئی تھی۔ ان کا رویہ بہت عجیب تھا۔ خاص طور پر انکل راحیل کا۔

''میں اب کیا کروں۔ وہ لوگ مجھے ذرا بھی پسند نہیں کرتے۔ ساری زندگی طعنے سننے سے اچھا ہے کہ ایک ہی بار فیصلہ لے لوں۔''

فضاء نے لیپ ٹاپ بند کر دیا۔ اپنے بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔ اکیلے گھر میں اسے ڈر لگتا تھا۔ ساری رات کبھی جاگتی تو کبھی سوتی۔

منگل کو جاب سے فارغ ہونے کے بعد فضاء کورٹ گئی اور خلع کے پیپر ضحاک کے گھر بھیج دیئے۔

"اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔ جب اس کو میرے ساتھ رہنا ہی نہیں تو شادی کیوں کی تھی؟ لوگوں کی اور باتیں سننے کو ملیں گی۔ تو سن لوں گی۔" جیب سے ٹافی نکالی اور منہ میں ڈالی۔

فضاء آفس میں تھی اور ایک آرٹیکل پر کام کر رہی تھی۔ اس کی باس اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔

"کس سے باتیں کر رہی ہو؟" باس نے پوچھا۔

"کسی سے بھی نہیں۔" فضاء گھبرا گئی۔

"تو ابھی کس سے کہہ رہی تھی۔ میں لوگوں کی باتیں سن لوں گی۔" باس اب مسکرانے لگی۔ فضاء شرمندہ ہوئی۔ وہ کب اونچی آواز میں بولی۔ اسے معلوم نہ چلا۔

"تمہارے لیے ایک کام ہے۔ کیا کرنا پسند کرو گی؟" باس نے ایک کارڈ فضاء کو دیا۔

"جی میڈم بولیں۔ یہ کہاں کا ایڈریس ہے۔"

"دنیا بھر میں مقابلہ ہوتا ہے۔ بیسٹ فوٹو گرافر کا۔ تم کو اس پر آرٹیکل لکھنا ہے۔ اس کے لیے تم کو کل لندن جانا ہوگا۔ خود سارا فنکشن دیکھو۔ اور پھر اس پر ایک اچھا آرٹیکل لکھو۔"

"پر......"

"فضاء! پریشان مت ہو۔ میں تم کو ساری تفصیل تمہارے موبائل پر سینڈ کر دیتی ہوں۔ تمہارے لیے وہاں ہوٹل میں ایک کمرہ بک کر دیا ہے۔ تم ادھر رہو گی۔"

"ہوٹل میں......تنہا......" فضاء سوچنے لگی۔

"سب ٹھیک تو ہے۔ تم کر لو گی نا۔" باس نے اسے غور سے دیکھا۔

"جی۔ جی......میڈم، میں کر لوں گی۔"

"گڈ۔ آج تم جلدی چھٹی کر لو۔ گھر جا کر تیاری کر لو۔" باس وہاں سے چلی گئی۔ فضاء نے اپنا لیپ ٹاپ بند

کیا۔ بیگ لیا اور آفس سے باہر آ گئی۔ مارکیٹ گئی اپنے لیے کچھ سامان خریدا اور گھر آئی۔ اپنے لیے نوڈلز اور کافی بنائی۔ اونچی آواز میں ٹی وی لگایا اور اپنے کمرے میں آ گئی۔

''اب ہوٹل میں اکیلی کیسے رہوں گی۔'' ہاں'' تو میں نے فوراً کر دی تھی۔ اب میڈم کو کیا بولتی۔ مجھے اکیلے میں ڈر لگتا ہے۔ خیر اب کرنا تو ہوگا۔'' فضاء نے اپنا سامان پیک کیا اور صوفے پر لیٹ گئی۔

صبح فوراً اٹھی، فریش ہو کر تیار ہوئی اور ٹیکسی لے کر ائیرپورٹ پہنچ گئی۔ جہاز میں بیٹھی۔ وہاں سے ٹیکسی لی اور ہوٹل پہنچی۔ جب وہاں پہنچی تو دوپہر ہو چکی تھی۔ فضاء نے بیلو جینز کے ساتھ لال رنگ کی چیک والی شرٹ پہنی۔ بال کھلے چھوڑ دیئے۔ اوپر سفید رنگ کی ہوڈ پہنی۔ ایک ہاتھ میں ڈھیر ساری اپنی پسند کی بریسلیٹ پہنیں۔ بیگ کندھے سے لٹکایا اور دیئے گئے ایڈریس پر پہنچی۔

شام کا وقت تھا۔ ہال میں سب لوگ جمع ہو گئے۔ فنکشن شروع ہو چکا تھا۔ فضاء ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ ساتھ میں موبائل پر تصویریں لینے لگی تاکہ آرٹیکل لکھتے ہوئے کام آئیں۔ سٹیج پر ہوسٹ مختلف لوگوں کو بلا رہی تھی۔ آنے والوں کی سب کی تصویریں سامنے لگے سلائیڈ پر چل رہی تھیں۔ آخر کار بیسٹ تصویر کا انتخاب کیا گیا۔ فضاء خود اس تصویر کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ تصویر واقعی ہی کمال کی تھی۔ ایک ہرن اور اس کے بچے کی تصویر تھی۔ ہوسٹ نے اس کا نام لینے سے پہلے تصویر کو غور سے دیکھا پھر بولی۔

''جس نے بھی یہ تصویر لی ہے۔ لگتا ہے دل سے لی ہے۔ ایک محبت کرنے والا دل سے یہ تصویر کھینچ سکتا ہے۔ اب ہم اسے سٹیج پر آنے کی دعوت دیتے ہیں۔''

فضاء بھی موبائل لے کر کھڑی ہو گئی۔

''کون ہے یہ۔ اگر اس کا انٹرویو لے لوں تو مزہ آ جائے۔''

ہال میں خاموشی تھی۔ ہوسٹ پھر سے بولی۔

''اس سال کے بیسٹ فوٹو گرافر ہیں۔ مسٹر ضحاک راحیل۔''

ہال میں تالیوں کا شور سنائی دیا۔ فضاء نے مڑ کر آنے والے شخص کو دیکھا۔ وہ سٹیج کی طرف آیا اور اپنا انعام

لے رہا تھا۔فضاء نے اپنا موبائل جیب میں ڈالا۔ بت بن کر اسے دیکھنے لگی۔اس کا قد لمبا تھا۔ بالوں پر جل لگی ہوئی تھی اور پیچھے سے چٹیا بنائی ہوئی تھی۔آنکھوں پر عینک تھی۔کالے رنگ کے پینٹ کوٹ میں کسی فلم کا ہیرو لگ رہا تھا۔رنگ صاف تھا۔چہرے پر سنجیدگی تھی۔انعام لینے کے بعد وہ اپنی تصویر کے بارے میں بتانے لگا۔

''مسٹر ضحاک راحیل۔مجھے امید نہیں تھی کہ تم یہاں ملو گے۔کتنے مزے سے اپنی زندگی جی رہے ہو۔شاید بھول گئے کہ تم شادی شدہ ہو۔''فضاء کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔اپنے ہوڈی کی ٹوپی سر پر پہنی اور ہال کے پیچھے گئی۔پانی پیا،ٹشو سے اپنا چہرہ صاف کیا اور اپنے کام پر لگ گئی۔

فنکشن ختم ہو چکا تھا۔دوسرے ملکوں سے آنے والے لوگوں کی رائے لینے لگی۔آنکھوں سے آنسو بار بار نکل رہے تھے۔پر اپنا کام بھی تو کرنا تھا۔جب کام ختم ہوا۔تو کافی لینے گئی۔

''میں نے اسے خلع کے کاغذ بھیج دیئے تھے۔اب تک مل گئے ہوں گے۔میں کیوں اس کے لیے اپنے آپ کو دکھی کر رہی ہوں۔''فضاء کرسی پر بیٹھ کر کافی پینے لگی۔

''میرا انٹرویو نہیں لو گی۔سب سے زیادہ حق تو میرا بنتا ہے۔''فضاء نے اپنے پاس بیٹھے شخص کو دیکھا۔وہ اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

''کیسی ہو فضاء؟ اپنے آرٹیکل کے لیے میرا انٹرویو تو لے لو۔''ضحاک نے اپنے ہاتھ سے فضاء کے سر سے ٹوپی پیچھے کی۔اب اس کی بڑی بڑی آنکھیں نظر آنے لگیں۔

''اپنی حد میں رہو مسٹر ضحاک راحیل۔''فضاء اٹھ کر کھڑی ہوئی اور وہاں سے چلی گئی۔اپنی ایک دوست سے ملی اور ہال سے باہر نکل گئی۔ضحاک کی نظر اسی پر تھی۔وہ بھی اس کے پیچھے باہر آیا۔

رات کافی ہو چکی تھی۔برف باری شروع ہو گئی۔سٹریٹ لائٹس جل رہی تھیں۔فضاء پیدل چلنے لگی۔ایک دو ٹیکسیوں کو روکا پر وہ نہ رکیں۔

''فضاء! رک جاؤ......فضاء۔''ضحاک نے اسے آواز دی۔پر فضاء اور تیز چلنے لگی۔ضحاک نے اس کا ہاتھ پکڑا۔اسے روکا اور اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔فضاء رو رہی تھی۔بال اس کے چہرے پر بے ترتیب بکھرے ہوئے تھے۔

''فضاء! ایک منٹ رک جاؤ۔ پلیز۔'' ضحاک کا سانس پھولا ہوا تھا۔ دونوں سڑک کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔ فضاء پاس چلتی ہوئی گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔ عجیب سی خاموشی چھا گئی۔ اس نے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔ پر ضحاک نے اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔

''چھوڑو......'' آواز فضاء کے حلق میں پھنس گئی۔

''میری بات سن لو۔'' ضحاک نے اس کے آنسو صاف کیے۔

''تم کو کس نے حق دیا ہے۔ چھوڑ دو مجھے جانے دو۔ جب مجھے بھیڑ میں تنہا چھوڑ دیا تھا۔ تب کہاں تھے؟'' فضاء زور سے چلائی۔ اسے دو چار مکے مارے۔ زور سے دھکا دیا اور وہاں سے بھاگ گئی۔ ضحاک ادھر کھڑا رہا۔ فضاء ہوٹل پہنچی اپنا سامان پیک کیا اور ائیر پورٹ کے لیے روانہ ہو گئی۔

......

شادی کے فوراً بعد ضحاک کو ایک اچھی جاب کی آفر ہوئی۔ اسے تنخواہ اچھی مل رہی تھی اور ساتھ میں سیکھنے کو بھی مل رہا تھا اور وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ جاب کے لیے لندن آ گیا۔ وہ اپنے کام میں بہترین تھا۔ بہت جلد وہ فضاء کو بھی اپنے پاس بلانے والا تھا۔ پر مسئلہ تب شروع ہوا۔ جب اس کے باس کے پاس اس کی شکایتیں آنے لگیں اور انہوں نے ایک دن اسے اپنے آفس میں بلایا۔

''ضحاک! تم میرے سب سے اچھے اور محنتی ورکر ہو۔ میں چاہتا ہوں تم اور ترقی کرو پر......'' وہ کہتے ہوئے رک گیا۔ باس ایک انگریز تھا اور ضحاک کے کام سے بہت متاثر تھا۔

''جی سر بولیں۔'' ضحاک پنسل سے کھیلنے لگا۔

''میری بات کا برا مت منانا۔ تمہاری بہت سی شکایتیں آئی ہیں۔ میں ان کو پہلے تو اگنور کر رہا تھا۔ پر جب سے تم نے دو تین لوگوں کو مارا ہے۔ میں تمہارے لیے فکر مند ہوں۔''

''جی سر میں جانتا ہوں۔ میں نے ان سے معافی مانگی ہے۔'' ضحاک نے کرسی کے ساتھ ٹیک لگا لی۔

''معافی سے کام نہیں چلے گا۔ میرے ایک سوال کا جواب دو۔ اپنی بیگم سے کتنا پیار کرتے ہو؟'' سر نے ایک ڈیکوریشن پیس ضحاک کے سامنے رکھا۔ وہ ایک چھوٹا سا کرسٹل بال تھا۔ جس کے اندر ایک خوبصورت گھر بنا

ہوا تھا۔

''بہت زیادہ کرتا ہوں۔شاید مجھے بچپن میں پیار ہو گیا تھا۔''ضحاک مسکراتے ہوئے بولا۔اس کی نظر اس ڈیکوریشن پیس پر تھی۔

''کیا تم اپنی بیگم کو تکلیف دے سکتے ہو۔''

''سر! میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔وہ بہت نازک ہے۔''

''ضحاک! گھر بہت محنت سے بنتا ہے۔اس کو ٹوٹنے میں دیر نہیں لگتی۔''باس اس کرسٹل بال پر زور سے اپنا ہاتھ مارنے لگا۔''تمہیں اچھے سے معلوم ہے کہ تم کو بہت غصہ آتا ہے۔اور جب تم غصے میں آتے ہو تو تم کو کچھ نظر نہیں آتا۔کیا کل کو یہ سب کچھ اپنی بیگم کے ساتھ کرو گے۔''باس اب ضحاک کی طرف متوجہ ہوا۔ضحاک خاموش رہا۔

''ہرگز نہیں کرو گے۔پر اگر غصہ آیا تو......''باس نے ایک کارڈ ضحاک کو دیا۔

''یہ ایک psychiatrist کا کارڈ ہے۔مجھے لگتا ہے کہ تمہیں bipolar disorder کا مسئلہ ہے۔ضحاک اپنی بیگم کی خاطر ان سے ایک بار مل لو۔''ضحاک نے گہری سانس لی۔اور کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

''ٹھیک ہے میں مل لیتا ہوں۔''کارڈ جیب میں ڈالا اور آفس سے باہر آ گیا۔

ضحاک اپنے اپارٹمنٹ تھا۔کافی کا کپ ہاتھ میں لے کر بالکنی میں بیٹھا ہوا تھا۔دوسرے ہاتھ میں باس کا دیا ہوا کارڈ تھا۔کارڈ سائیڈ پر رکھا اور لیپ ٹاپ آن کیا۔سامنے فضاء کی تصویر تھی۔کافی کا ایک سپ لیا۔

''میں تم کو بہت جلد اپنے پاس لے آؤں گا۔غصہ تو واقعی میرے قابو میں نہیں رہتا۔کیا کروں۔ایک بار اس سے مل لوں۔''ضحاک نے اپنے اپارٹمنٹ پر نظر ڈالی۔سامان ہر جگہ بکھرا پڑا تھا۔فالتو کی گئی چیزیں گھر پر پڑی تھیں۔وہ ایسا تو کبھی نہ تھا۔شروع سے بہت صفائی پسند تھا۔

''میں کل ہی اس کمینے کے پاس جاؤں گا۔اب تم سے اور دوری برداشت نہیں ہوتی۔''ضحاک نے لیپ ٹاپ بند کیا اور سونے چلا گیا۔

اگلے دن ضحاک کلینک پہنچا۔ ریسپشنسٹ سے اپنا کارڈ لیا اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگا۔ کلینک کو مختلف پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ اپنی باری آنے پر اندر داخل ہوا۔ کمرہ بہت بڑا تھا۔ اندر کا ماحول بہت پرسکون تھا۔ ضحاک آ کر کرسی پر بیٹھا۔ ڈاکٹر اپنی فائل دیکھنے میں مصروف تھا۔ وہ ایک دبلا پتلا شخص تھا۔ رنگ سفید تھا۔ سر پر ٹوپی تھی۔ ہلکی سی داڑھی اور ساتھ میں عینک لگائی ہوئی تھی۔

''جی بیٹھ جائیں۔ کیا نام ہے آپکا؟ ڈاکٹر نے پوچھا۔

''بگ ہیرو۔'' ضحاک کے جواب دینے پر ڈاکٹر نے اب اسے دیکھا۔

''تو...... یہاں کیسے۔ ہاہاہا...... کیسا ہے۔'' ڈاکٹر مسکرایا۔

''دیکھ لے ڈاکٹر قاسم مجھے تیری ضرورت پڑ ہی گئی۔'' اب ضحاک ہنسنے لگا۔

''ویل کم۔ تم تو غائب ہی ہو گئے۔ مسٹر فوٹو گرافر، اب تک کتنی ماڈلز کی تصویریں کھینچ چکے ہو۔'' قاسم نے اس آنکھ ماری۔

''تو کبھی نہیں بدلے گا۔ شرم کر میں ایسے کام نہیں کرتا۔'' ضحاک نے اسے گھوری ڈالی۔ ''تم مارک کو کیسے جانتے ہو؟ اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔''

''یار کسی ماڈل سے ملا دے۔'' قاسم پھر مسکرایا۔

''میں جا رہا ہوں۔'' ضحاک کھڑا ہو گیا۔

''اچھا اچھا۔'' قاسم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے کرسی پر دوبارہ بٹھایا۔ ''یار، مذاق کر رہا تھا۔ مارک میرا کلائنٹ رہ چکا ہے۔ اسے چند سال پہلے ایک نفسیاتی مسئلہ ہوا تھا۔ اس سلسلے میں ملاقات ہوئی تھی۔ اب یہ بتاؤ تم اس کو کیسے جانتے ہو؟'' قاسم نے اپنے دونوں ہاتھ میز پر رکھے۔

''وہ میرا باس ہے۔ اس کے کہنے پر آیا ہوں۔'' ضحاک کچھ نروس ہو گیا۔ قاسم نے اس کو غور سے دیکھا اور گہری سانس لیتے ہوئے بولا۔

''ضحاک، ہم دوست ابھی بھی ہیں۔ جب سے تم آئے ہو۔ تم کو دیکھ رہا ہوں۔ اب بولو کیا بات ہے۔ بار بار اپنا ہاتھ مسل رہے ہو۔ مجھ سے نظریں بھی نہیں ملا رہے ہو۔ کس بات پر غصہ ہو؟''

ضحاک پہلے تو کافی دیر خاموش رہا۔پھر رک کر بولا۔

''یار! بہت غصہ آتا ہے معلوم نہیں کیوں۔خود پر کنٹرول نہیں رہتا۔نیند بھی نہیں آتی۔سمجھ نہیں آتا۔باس کہتا ہے۔مجھے bipolar disorder کا مسئلہ ہے۔وہ کیا ہوتا ہے۔''

''یار پریشان نہ ہو ٹھیک ہو جاؤ گے۔اس کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں۔کیا تمہارے خاندان میں کسی کو اتنا غصہ آتا ہے؟ یا تمہیں کسی بات کا stress ہے؟ یاں بچپن میں کوئی......واقعہ پیش آیا ہو۔تم کو کوئی اذیت پہنچی ہو؟'' قاسم کا لہجہ بہت نرم تھا۔ضحاک اپنی کرسی سے اٹھ گیا۔پہلے کمرے کا چکر لگایا۔پھر پیچھے موجود صوفے پر بیٹھ گیا۔اپنا سر پکڑ کر لیا۔

''اس مرض میں دو طرح کی علامات ہوتی ہیں۔پہلے میں یا تو انسان بہت چڑ چڑا پن، جذباتی غصے والا بن جاتا ہے۔وہ بعض اوقات بہت ساری شاپنگ کرتا ہے،ایسی چیزیں خریدا ہے جس کی اسے ضرورت ہی نہیں ہوتی۔وہ غلط کام بھی کرنے لگتا ہے۔جیسے نشہ کرنا،شراب پینا جوا کھیلنا،یا جسمانی تعلق قائم کرنا۔وہ کبھی ایک چیز پر فوکس نہیں کر پاتے۔ان میں ہر وقت انرجی رہتی ہے۔یعنی ہر وقت ہائپر رہتے ہیں۔دوسری علامت اس کے الٹ ہے۔اس میں انسان ناامید، دکھی رہتا ہے۔وہ فوکس نہیں کر پاتا۔اس کا انرجی لیول بہت کم ہو جاتا ہے۔اسے نیند بہت کم آتی ہے یا بعض اوقات بہت زیادہ آتی ہے۔انہیں بھوک زیادہ لگتی ہے۔اور ایسا بھی ہوتا ہے۔وہ بہت کم کھانا کھاتے ہیں۔جس کی وجہ سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ایسے میں انسان خودخوشی کے بارے میں سوچتا ہے۔اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔''

ضحاک سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔چھت کی طرف دیکھنے لگا۔ٹانگ پر ٹانگ رکھی اور اسے ہلانے لگا۔قاسم اٹھ کر اس کے پاس آ گیا۔

''ضحاک! ناامیدی گناہ ہے۔اگر اس کا علاج نہیں کرواتے تو کچھ عرصے بعد مریض کو بہت مشکل ہو سکتی ہے۔ہو سکتا ہے کہ وہ دوسروں کو مارنے لگے۔جیسا کہ تم نے مجھے بتایا کہ تم نے اپنے آفس میں دو تین لوگوں کو مارا ہے۔یہ بہت خطرناک ہو سکتا ہے۔ایسے میں ایسے مریضوں کو جاب سے نکالا جا سکتا ہے۔ان کو معاشی لحاظ سے بہت مشکل ہو سکتی ہے۔رشتوں میں دوری آ جاتی ہے۔میرے کچھ کلائنٹ ہیں۔جن کو bipolar

disorder کا مسئلہ تھا۔ان کی طلاق ہوگئی یا کچھ کی علیحدگی ہوگئی۔اس سے رشتے پر بہت اثر پڑتا ہے۔اگر کوئی اپنا علاج نہیں کرواتا اور اسے bipolar کا مسئلہ رہتا ہے۔تو یہ بہت خطرے کی بات ہے۔کیونکہ انسان نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ دوسروں کو بھی نقصان یا تکلیف پہنچا سکتا ہے۔اور انسان خودکشی بھی کرسکتا ہے۔''

''کیا اس مرض کا علاج ہے؟'' ضحاک نے پوچھا۔

''ہاں یار کیوں نہیں۔بالکل اس کا علاج ممکن ہے۔''

ضحاک پہلے سوچنے لگا پھر رک کر بولا۔

''ان......تینوں......نے......تصویریں لے کر۔فیس بک پر ڈال دی......تھیں۔اس کے...... بعد...... سے۔''

''کن تینوں نے؟'' قاسم نے سوال کیا۔

''تم کو جیسے معلوم......پال،لیزا۔'' ضحاک غصے سے بولا۔کمرے میں کچھ دیر خاموشی رہی پھر قاسم بولا۔

''ضحاک!تم کل میرے پاس آنا۔اب جو میں کہہ رہا ہوں غور سے سنو۔کل سے ورزش شروع کرو۔کچھ تھراپی ہوں گی۔میں کچھ دوائیاں لکھ کر دے رہا ہوں۔ایک دوائی بھی مت چھوڑنا۔اپنی نیند مکمل لو۔کافی کا استعمال کم کرو۔یہ برگر،سینڈوچ بالکل چھوڑ دو۔اپنے دوستوں کے ساتھ وقت گزارو۔کام کا بوجھ کم لو۔ضحاک ہمیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔نماز قائم کرو۔اس میں سکون محسوس کرو۔کل سے ایک سیشن ہوگا۔اس میں ہم سوررحمٰن کی تلاوت سنیں گے۔قاری عبدالباسط کی آواز میں،اس سورۃ میں بہت شفا ہے۔''

''میں سوچ کر بتاؤں گا۔'' ضحاک کھڑا ہوگیا۔

''کوئی بات نہیں میں کل خود تمہارے گھر آؤں گا۔اب تم مجھ سے بچ کے نہیں جا سکتے۔'' قاسم نے مسکرا کر کہا اور واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ضحاک نے اسے اللہ حافظ کہا اور اپنے گھر آ گیا۔

......

ضحاک اپنے اپارٹمنٹ میں سو رہا تھا۔جب دروازے پر دستک ہوئی۔اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے بڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ قاسم موجود تھا۔ضحاک نے ٹائم دیکھا تو صبح کے پانچ بج رہے تھے۔

''تو اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے؟ اندر آ جا باہر بہت ٹھنڈ ہے۔'' ضحاک آنکھیں ملتے ہوئے بولا۔ قاسم فوراً اندر داخل ہوا۔ ضحاک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''ضحاک! اپنی جیکٹ لو اور چلو ورزش کرنے۔ میں ادھر تمہاری شکل دیکھنے نہیں آیا۔'' قاسم اپنے ہاتھ باندھ کر ضحاک کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''یار! ابھی جانا ضروری ہے۔ تم کو یہاں کا ایڈریس کیسے ملا؟'' ضحاک نے جمائی لی اور واش روم گھس گیا۔ وہ جانتا تھا کہ قاسم اسکا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

''تمہارے باس سے۔ یار، کوئی ماڈل کی تصویر نہیں لگائی دیوار پر۔ میرا کسی سے تعارف ہی کروا دے۔'' قاسم اب کمرے کا جائزہ لے رہا تھا۔

''بکواس بند رکھ۔ میں ویسا فوٹو گرافر نہیں ہوں جیسا تو سوچ رہا ہے۔'' ضحاک واش روم سے نکلا اور جائے نماز نکالی۔

''اچھا میں تو تجھے شریف سمجھ رہا تھا۔'' قاسم نے اسے آنکھ ماری۔ ضحاک نے پاس پڑی کتاب اٹھا کر قاسم کو ماری۔

''کمینے دفعہ ہو جا۔''

قاسم نے وہ کتاب کیچ کر لی۔ ضحاک نماز پڑھنے لگا۔ قاسم اس کتاب کو دیکھنے لگا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد دونوں جوگنگ کرنے گئے۔ واپس آ کر دونوں نے ناشتہ کیا۔ اسکے بعد قاسم اسے اپنے ساتھ کلینک لے آیا۔ وہاں کچھ اور لوگ بھی تھے۔ قاسم نے سب کو آرام دہ کرسی پر بٹھایا۔ اور سب کو سورۃ رحمٰن کی تلاوت سنائی۔ اس مولوی کی آواز میں واقعی جادو تھا۔

دن اسی طرح گزرتے رہے۔ تھراپی، سیشن، لیکچر، ورزش، ورک شاپ۔ قاسم نے ضحاک کی طرف سے کبھی بھی لاپرواہی نہیں برتری۔ وہ اسے فل ٹائم دیتا تھا۔ اس کو یہ بات اچھے سے معلوم تھی کہ ضحاک کی اپنے گھر والوں سے زیادہ نہیں لگتی۔ ایک دن دونوں ایک باغ میں بیٹھے تھے۔ موسم بہت پیارا تھا۔ سامنے کچھ بچے کھیل رہے تھے۔ قاسم کو نہ جانے کیا سوجی ضحاک کی طرف دیکھا اور بولا۔

''یہ فضا کتنی پیاری ہے۔''

ضحاک نے اسے گھورا۔

''یار! میں موسم کی بات کر رہا ہوں۔'' قاسم نے فوراً وضاحت دی۔ ''ویسے کب سے اس کی تصویر کو اپنے والٹ میں سنبھال رہے ہو؟''

''یار! بہت بری عادت ہے۔ کسی کی چیزیں چیک کرنا۔ وہ میری بیوی ہے۔''

''کب، کب کی تو نے شادی؟۔ مجھے کیوں نہیں بلایا۔ کھانے میں کیا پکایا تھا؟ یا اللہ! کیسا دوست ہے یہ۔ ہائے...... ہائے۔'' قاسم اپنے سر کے بال زور سے نوچنے لگا۔

''قاسم! باز آ جا۔ سب دیکھ رہے ہیں۔'' ضحاک نے اسکا ہاتھ پکڑا۔ ''نہ مر تجھے ہوٹل لے کر جاتا ہوں۔ چل میرے ساتھ۔'' ضحاک اسے اپنے ساتھ ہوٹل لے گیا۔

ضحاک نے پوری کہانی سنائی۔ کس طرح اس کی شادی ہوئی اور فضاء نے اس پر پوز بھی کیا تھا اور اب وہ اس سے دور ہے اور کافی عرصے سے بات بھی نہیں ہوئی۔ قاسم نے اسکی ساری بات سنی۔

''میری بات کا برا مت منانا۔ پہلے جو تمہاری صورت حال ہے۔ اگر ساتھ ہوتے تو بہت مشکل ہو جاتی۔ کیونکہ تب تم کو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ خیر اب کب اپنی بیوی سے ملوگے۔'' قاسم نے چکن کا پیس منہ میں ڈالا۔

''میری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ بات میرے لیے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ شادی کے فوراً بعد اسے تنہا چھوڑ دیا اور اس کی خبر تک نہ لی۔ میں کیا کرتا۔ ہر وقت دماغ گھومتا رہتا تھا۔ میرے کنٹرول میں کچھ نہیں تھا۔'' ضحاک نے پانی پیا۔

''اب بھابھی جی کہاں ہیں؟''

''اپنے سسرال۔ ابو نے بڑا گھر لیا تھا۔ سب ادھر ہی ہیں۔'' ضحاک نے اعتماد سے جواب دیا۔ ساتھ دکھی بھی تھا۔

''اللہ اپنا کرم کرے گا۔ آخر بچپن کی محبت رنگ لائی۔ مجھے بہت دیر سے تیرے پر شک تھا۔ ویسے یار اب

میرے بارے میں بھی کچھ سوچ۔ وہ کوئی ماڈل......'' ابھی قاسم نے اتنی ہی کہا، ضحاک نے پاس پڑا کھیرا اسے مارا۔ قاسم نے اسے پکڑ لیا اور کھا گیا۔

'' شرم کر۔ اب کس منہ سے اسے ملوں گا۔ کیا وہ مجھے معاف کر دے گی۔'' ضحاک کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

'' محبت کی ہے تو نبھاؤ۔ سچا پیار کرنے والے ڈرتے نہیں۔ پیار کیا تو ڈرنا کیا۔ اس کے لیے تحفے لے کر جانا اور جاتے ہی اس کے قدموں میں بیٹھ جانا۔ ضرور مان جائے گی۔'' قاسم نے اسے تسلی دی۔

'' میرا ایک بار کام سیٹ ہو جائے فوٹو گرافی کا۔ پھر جاؤں گا اس سے ملنے کے لیے۔'' ضحاک نے بل ادا کیا اور دونوں ہوٹل سے باہر آئے۔ قاسم اس سے آگے کی تھراپی کے بارے میں بتانے لگا۔

⁂......⁂......⁂

ایک سال گزر چکا تھا۔ ضحاک پانچ وقت کی نماز پڑھنے لگا۔ اپنی صحت پر پہلے سے زیادہ توجہ دینے لگا۔ ہر روز صبح ایک گھنٹہ قرآن پاک کی بلند آواز میں تلاوت کرتا۔ ساتھ میں سورہ رحمٰن کی تلاوت سنتا۔

'' کیسے ہو ضحاک؟ پہلے سے کیسا محسوس کر رہے ہو۔'' باس نے پوچھا۔ ضحاک آفس میں موجود تھا۔

'' سر اللہ کا شکر ہے۔ ابھی تو شروعات ہے۔''

'' فکر نہ کرو۔ وقت ضرور لگے گا۔ بس ہمت نہ ہارنا۔''

'' جی سر۔''

'' اچھا یہ دیکھو۔ پوری دنیا میں ایک مقابلہ ہو رہا ہے۔ بیسٹ فوٹو گرافر کا۔ میں چاہتا ہوں تم اس میں حصہ لو۔ مجھے تم پر بھروسہ ہے۔'' باس نے نیوز پیپر دیا۔ ضحاک اسے پکڑ کر دیکھنے لگا۔

'' ٹھیک ہے میں بھی اس میں حصہ لوں گا۔ ابھی آفس کا کام کم کر رہا ہوں۔ گیمنگ کا کام پہلے ہی ختم کر چکا ہوں۔ ویسے آپ اسے کب لانچ کریں گے؟''

'' بہت جلد، جس طرح تم نے اس پر محنت کی ہے دیکھ لینا۔ یہ گیم آتے ہی ہٹ ہو جائے گی۔ اور ادھر تمہارا بنک بیلنس بھی۔'' باس مسکرانے لگا۔ ضحاک بھی ہنس پڑا۔

ضحاک نے اس مقابلہ کے لیے بہت محنت کی۔ادھراس کی بنائی ہوئی گیم بھی بڑوں اور بچوں بہت مقبول ہوئی۔اس کی لی ہوئی تصویر سلیکٹ ہوگئی۔ضحاک بہت خوش ہوا۔سیلون گیا اور اچھے سے تیار ہوا۔کالے رنگ کے پینٹ کوٹ میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔سال بھر کی محنت رنگ لائی تھی۔بڑا پیٹ اب غائب ہوگیا تھا۔جوگنگ اور ورزش نے اسے بہت سمارٹ بنادیا تھا۔

ضحاک کوتصویر کے لیے پہلا انعام دیا گیا۔جب وہ سٹیج پر گیا تھا۔تبھی اس کی نظر فضاء پر پڑی تھی۔وہ فضاء کے پیچھے گیا۔پروہ چلی گئی۔

ضحاک کتنی دیر اسی سڑک پر چکر لگاتا رہا۔فضاء کا ناراض ہونا جائز تھا۔اپنے اپارٹمنٹ آیا۔اپنا سامان پیک کیا۔اپنی ٹکٹ بک کروائی۔قاسم کوانفارم کیا اور جو پہلی فلائیٹ ملی اس سے روانہ ہوگیا۔

ضحاک اپنے گھر پہنچا۔آنٹی آمنہ اسے یوں اچانک دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔سب گھر والوں سے ملاقات ہوئی۔انکل راحیل اپنے بیٹے کی کامیابی پر بہت خوش تھے۔

''مجھے یقین تھا کہ تم ایک دن ضرور کامیاب ہوگے۔میں نے اخبار میں تمہاری تصویر دیکھی ہے۔میں نے سنبھال کر رکھ لی ہے۔'' آنٹی آمنہ اس کے پاس صوفے پر بیٹھی تھیں اور اسے وہ اخبار دکھائی جس میں اس کی تصویر چھپی تھی۔

''یار مبارک ہو۔تمہاری گیم تو بہت مشہور ہوئی ہے۔اگر مجھے انفارم کرتے تو میں ائیرپورٹ آجاتا تم کو لینے کے لیے۔'' بڑا بھائی بھی پاس آکر بیٹھ گیا۔

''میں کسی کوتکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔'' ضحاک نے پانی پیا اور گلاس میز پر رکھا۔

''چاچو! میرے سارے فرینڈ یہ گیم کھیلتے ہیں۔میں نے سب کو بتا دیا کہ یہ میرے چاچو نے بنائی ہے۔'' چھوٹے بھائی کی بیٹی نے اپنے موبائل پر گیم کھیلتے ہوئے کہا۔

''ضحاک فریش ہو جاؤ، پھر بات کرتے ہیں۔'' انکل راحیل کا لہجہ بہت افسردہ تھا۔ضحاک نے ایک نظر اپنے ابو پر ڈالی۔وہ بہت کمزور لگ رہے تھے۔ضحاک اٹھ کر اوپر اپنے کمرے میں آیا۔کمرے پر نظر ڈالی۔کمرہ

خالی تھا اور گندا بھی تھا۔ ضحاک واش روم گیا فریش ہوا۔ واپس آ کر الماری کھولی۔ وہاں کچھ نہ تھا۔

''فضاء۔ یہ فضاء کہاں ہے؟۔ لگتا ہے جیسے ہی لندن سے واپس لوٹی۔ ناراض ہو کر چلی گئی ہوگی۔'' ضحاک شیشے کے سامنے کھڑا ہوا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ نیچے آیا اور کچن میں اپنی ماں کے پاس بیٹھ گیا۔

''کیا بناؤں تمہارے لیے۔ کیا کھاؤ گے اتنی دیر بعد اپنی شکل دکھائی ہے۔ کتنے کمزور ہو گئے ہو۔'' آنٹی آمنہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

''امی! اتنی محنت سے فٹ ہوا ہوں۔'' ضحاک ہنسنے لگا۔ آنٹی آمنہ نے اسے فروٹ کاٹ کر دیا۔ ساتھ میں اپنے بیٹے کی پسند کا کھانا بنانے لگیں۔

''چاچو کسے ڈھونڈ رہے ہیں۔ وہ اب یہاں نہیں رہتی ہیں۔'' بھائی کی بیٹی بولی اور پاس کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کیا مطلب؟'' ضحاک کو حیرت ہوئی۔

''چاچی۔ ان کو گھر سے نکال دیا۔ ان کو مار بھی پڑی۔''

''اپنے کمرے میں جاؤ۔'' آنٹی آمنہ نے اپنی پوتی سے کہا۔ صدف بھابھی ساتھ ہی کچن میں آئی۔

''میری بیٹی کو کیوں ڈانٹ رہی ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے گئی ہے۔ اپنی ماں کے نقشے قدم پر تو چلنا تھا چلی گئی۔'' لہجہ بدتمیزی والا تھا۔

''تم بھی جاؤ یہاں سے۔ بجائے اس کے کہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہو۔ آگے سے بدتمیزی کر رہی ہو۔'' آنٹی آمنہ غصے سے بولیں تو وہ فوراً اپنی بیٹی کو لے کر وہاں سے چلی گئی۔ آواز سن کر انکل راحیل بھی ادھر آئے۔ ضحاک حیرت سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

''امی! مجھے بتائیں کیا ہوا ہے۔ کون گھر چھوڑ کر چلا گیا ہے؟ کس کو مارا ہے؟''

آنٹی آمنہ خاموش ہو گئیں۔ ضحاک دونوں کے چہرے دیکھنے لگا۔ ابو بھی خاموش تھے۔ ضحاک پھر بولا۔

''امی! فضاء کہاں ہے؟'' آنٹی آمنہ نے گہری سانس لی اور اسے سب بتا دیا کہ کس طرح ان دونوں نے فضاء کے ساتھ سلوک کیا تھا اور بہت دیر پہلے اسے گھر سے نکال دیا۔

''اب فضاء کہاں ہے؟۔'' ضحاک نے جو کچھ سنا۔ نا جانے کس طرح اپنے اوپر کنٹرول رکھا۔

”اپنی ماں کے پرانے گھر پر اکیلی رہتی ہے۔“ انکل راحیل نے بتایا۔ ضحاک خاموش ہو گیا۔

”میں فضاء کے پاس جا رہا ہوں۔“ لہجے میں بہت دکھ تھا۔

”جانے سے پہلے یہ دیکھ لو۔“ انکل راحیل نے اسے کورٹ سے آیا نوٹس دیا۔ ضحاک نے اسے کھول کر دیکھا۔ خلع کے کاغذات تھے۔ ضحاک نے اپنا بیگ پکڑا۔ اپنی ماں سے ملا اور گھر سے نکل پڑا۔

......

رات ہو چکی تھی۔ گھر کی بیل بجائی۔ ضحاک دروازے پر تھا۔ تین چار بار بیل بجائی۔ دروازہ نہ کھلا۔ ضحاک نے پاس نظر دوڑائی۔ ہر جگہ برف جمی ہوئی تھی۔ ٹھنڈ سے برا حال ہو رہا تھا۔ پیچھے سے آواز آئی۔ ضحاک نے مڑ کر دیکھا۔ بڑے سے کوٹ میں، سنو شوز پہنے ہوئے فضاء کھڑی تھی۔ سر پر ٹوپی تھی۔ ضحاک نے اس کے سر سے ٹوپی پیچھے کی۔ فضاء اپنی بڑی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

”بہت ٹھنڈ ہے دروازہ کھول دو۔“ ضحاک سردی سے کانپ رہا تھا۔ فضاء نے دروازہ کھولا۔ دونوں اندر داخل ہوئے۔ فضاء نے اپنا کوٹ اور سنو شوز اتارے۔ ضحاک ہیٹر کے پاس کھڑا ہو گیا۔ گھر کی ساری لائٹس آن تھیں۔ ٹی وی اونچی آواز سے چل رہا تھا۔

”مجھے......دیکھ کر......ڈر......گئی تھی کیا؟“ ضحاک نے کھانستے ہوئے پوچھا۔ فضاء اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ سمارٹ ہونے کی وجہ سے اس کا قد اور لمبا لگ رہا تھا۔ اس لیے پاس پڑے فلور کشن پر کھڑی ہوئی۔ ضحاک نے اسے دیکھا۔ وہی ہرن والا پاجامہ شرٹ پہنا ہوا تھا۔ بال کھلے تھے۔ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ آنکھوں میں کاجل لگا ہوا تھا۔ جو اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہا تھا۔

”مسٹر ضحاک! کیا آپ کو میرا نوٹس نہیں ملا؟“

”کون سا نوٹس۔ کیسا نوٹس۔“ ضحاک کی اس سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔

”ویسے تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ وہ ٹھنڈ کی وجہ سے دروازہ کھول......“

”پلیز کافی پلا دو۔ مر جاؤں گا......ہائے یہ ظالم ٹھنڈ۔“ ضحاک نے اس کی بات کاٹ دی۔ فضاء کچن میں گئی اور کافی بنائی۔ کافی کے کپ کو زور سے ٹیبل پر رکھا۔ ضحاک آ کر صوفے پر بیٹھ گیا اور کافی پینے لگا۔ فضاء پاس کھڑی

تھی۔

"بیٹھ جاؤ۔کھڑی کیوں ہو؟اپنے لیے کافی نہیں بنائی۔"ضحاک نے کافی کا سپ لیا۔

"ضحاک!ایسا ہے کہ یہ گھر میرا ہے۔بہتر ہے یہاں سے چلے جاؤ۔مجھے تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا۔"

"ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔میں نے نہیں سوچا تھا کہ ہمارے درمیان اتنی دوری آئے گی۔میں تم کو اپنے پاس بلانے والا تھا......"

"مجھے ان سب باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔کتنا آسان ہے تمہارے لیے یہ سب کہنا۔میں کوئی چھوٹی بچی نہیں ہوں۔جو تم کہو گے میں مان لوں گی۔"

ضحاک اٹھ کے کھڑا ہوا۔ٹی وی کی آواز کم کی اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے پاس صوفے پر بٹھایا۔فضاء نے اپنا ہاتھ چھوڑنے کی کوشش کی پر اتنے بڑے جسم والے انسان کے آگے کچھ نہ کر پائی۔

"ضحاک! میرا ہاتھ چھوڑو۔ایسے مت ظاہر کرو کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔جاؤ میرے گھر سے۔تب کہاں تھے؟جب میں نے تم کو اتنے فون کیے تھے۔کہاں تھے تم ؟"فضاء اپنے آنسو نہ روک پائی۔ضحاک اس کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔اپنے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کیے۔

"فضاء پلیز۔"

"تم کو......معلوم بھی ہے کہ تمہارے گھر......والوں نے میرے......ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔اگر پولیس کو......فون کر دیتی......تو لگ پتہ جاتا۔"فضاء اب بھی رو رہی تھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔میرے گھر والے اس حد تک گر سکتے ہیں۔میں تمہارا بدلہ ضرور لے کر رہوں گا۔مجھے معاف کر دو۔صرف ایک بار مجھے موقع دو۔مجھے تمہاری بہت ضرورت ہے۔میرے ساتھ چلو۔"

ضحاک نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیے۔فضا بہت مشکل سے چپ ہوئی۔بہت دیر تک شکوے کرتی رہی اور ضحاک خاموشی سے وہ سب سنتا رہا۔

"میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔کیا کھانے کو کچھ مل سکتا ہے۔بہت بھوک لگ رہی ہے۔"ضحاک نے اس

کے آنسو صاف کیے۔فضاء خود پر قابو پا چکی تھی، کچن گئی اور کھانا گرم کرنے لگی۔ضحاک پاس آ کر بیٹھ گیا۔دونوں نے کھانا کھایا۔کھانے کے دوران دونوں خاموش رہے۔کھانا کھانے کے بعد ضحاک نماز پڑھنے لگا تو فضاء اپنے کمرے میں آ گئی۔

آج فضاء نے کمرے کی لائٹ آف رکھی۔نماز مکمل کرنے کے بعد ضحاک نے اپنی دوائی کھائی اور باہر صوفے پر لیٹ گیا اور ادھر ہی سو گیا۔فضاء اٹھ کر اس کے پاس آئی۔اس پر کمبل ڈالا۔بیگ سے اس کی دوائی نکال کر دیکھنے لگی۔کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔واپس آ کر اپنے بیڈ پر لیٹ گئی۔

ضحاک فضاء کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر گیا۔گاڑی گھر کے باہر روکی۔

"مجھے اندر نہیں جانا۔میں جانتی ہوں کوئی بھی اس شادی سے خوش نہیں۔"

"تم فکر مت کرو۔ایک بار اندر چلو۔میرے کہنے پر آؤ میرے ساتھ۔" ضحاک گاڑی سے اترا۔فضاء بھی گاڑی سے اتری۔دونوں گھر میں داخل ہوئے۔ضحاک فضاء کو لے کر اپنے امی اور ابو کے کمرے میں گیا۔

"مجھے آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔" ضحاک اور فضاء ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔آنٹی آمنہ اور انکل راحیل بھی بیٹھ گئے۔

"گھر اس لیے ہوتا ہے نا کہ انسان اس میں محفوظ رہے لیکن اگر انسان اسی گھر میں محفوظ نہ رہے تو...... میں نے ساری زندگی بہت باتیں سنی ہیں۔پورے خاندان میں اپنی رنگت اور موٹاپے کو لے کر بڑا مذاق اڑا ہے میرا۔میرے سگے بہن بھائی بھی اس میں شامل تھے۔میں تب تو خاموش رہا۔پر اب جو انہوں نے فضاء کے ساتھ کیا ہے وہ بہت غلط ہے۔آپ اس گھر کے بڑے ہیں۔میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ انصاف کریں گے۔" ضحاک کی نظریں زمین پر تھیں۔آنٹی آمنہ نے اپنے شوہر کو دیکھا اور سب گھر والوں کو آواز دی۔دونوں بڑے بیٹے اور ان کی بیگمات آئیں۔فضاء کو دیکھ کر ان کے رنگ اڑ گئے۔

"کس نے فضاء کو گھر سے نکالا تھا۔سچ بولنا ورنہ یاد رکھنا۔" آنٹی آمنہ اپنی دونوں بہوؤں کی شکل دیکھنے لگیں۔

''وہ......وہ......میں نے......کچھ نہیں کیا۔'' صدف بھابھی بولی۔

''یہ ہم سے بدتمیزی کرتی تھی۔ جیسے اس کی ماں......'' ابھی صباء بھابھی اتنا ہی بولی فضاء زور سے چیخی۔

''میری ماں کو درمیان میں مت لائیں۔ میری ماں نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا۔''

''دیکھ لیا کیسے زبان چلاتی ہے۔ اس لیے بڑے کہتے تھے ماں کو دیکھ کر بیٹی کا رشتہ لینا چاہیے۔'' صدف بھابھی فٹ بولی۔

''کہہ تو ٹھیک رہی ہیں۔ اس طرح تو آپ کا رشتہ بھی نہیں لینا چاہیے تھا۔ ویسے تو آپ کی امی بھی پورے خاندان میں مشہور ہیں۔'' ضحاک اپنے بڑے بھائی کی طرف دیکھ کر بولا۔ اس پر صدف بھابھی کی زبان بند ہو گئی۔

''یہ ہمارے بچوں کو مارتی تھی۔ خود تو یہ چلا گیا اپنی بیگم ہمارے سر چھوڑ گیا۔'' صباء بھابھی پھر بولی۔ آنٹی آمنہ نے اس کی شکل دیکھی اور سب بچوں کو آواز دی۔ سب بچے آئے۔ جیسے ہی انہوں نے فضاء کو دیکھا بہت خوش ہوئے۔ فوراً اس سے چپک گئے۔

''بچو! مجھے یہ بتاؤ کیا فضاء تم لوگوں کو مارتی تھی؟'' دادی نے پوچھا۔

''نہیں۔ نہیں، یہ تو بہت اچھی ہیں۔ ہمیں کیک بنا کر کھلاتی تھیں۔ ہمیں کہانیاں سناتی تھیں۔ یہ ہمیں بہت یاد آتی ہیں۔'' سب بچے بولے۔ اس کا ثبوت یہ بھی تھا کہ بچے اس کے پاس آ کر بیٹھے۔ اگر اس نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا ہوتا تو وہ اس کے پاس نہ آتے۔

''اب بولو سب بچے کہہ رہے ہیں کہ فضاء نے ان کو کبھی نہیں مارا۔ کیا تم دونوں جھوٹ بول رہی ہو یا یہ بچے جھوٹ بول رہے ہیں۔'' آنٹی آمنہ نے اب سوال کیا۔ دونوں خاموش ہو گئیں۔

''مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہمارے پاکستان جانے کے بعد تم دونوں ایسی حرکتیں کرو گی۔ شرم آنی چاہیے تم دونوں کو۔''

''سارے عیب ہم میں ہیں۔ اس کو کچھ مت کہنا۔ ابھی تو بڑی اچھی بنی ہوئی ہے۔ دیکھ لینا کل کو اپنی ماں جیسی بنے گی۔'' صدف نے پھر طعنہ مارا۔

"پہلے ایک طلاق لی ہے اب ایک اور طلاق لے لینا۔" صباء نے بھی جلتی پر نمک پھینکا۔فضاء کو یہ سب برداشت نہ ہوا۔میز پر پڑی کتاب صباء کو ماری۔

"میری ماں کو کچھ مت کہنا۔بکواس بند رکھو۔"

"دیکھ لیں اس کی حرکتیں۔پاگل ہوگئی۔ہے اپنی ماں......کی طرح۔" صباء بھابھی زور سے چلانے لگی۔ "جاؤ اس گھر سے منحوس لڑکی۔"

"اپنا منہ بند رکھو یہ گھر اس کا بھی ہے۔" صباء کا شوہر بولا۔

"بابا آپ کچھ نہیں بولیں گے۔" ضحاک نے بڑی امید سے انکل راحیل سے پوچھا۔

"وہ بھی اس شادی سے خوش نہیں۔" صدف بھابھی نے ضحاک کو طعنہ مارا۔فضاء کے لیے یہ بات بہت تکلیف دہ تھی۔کیسے بھول سکتی تھی کہ اس کی ماں کے مرنے پر سب خاندان والوں نے کس طرح اس کی ماں کی برائیاں کی تھیں۔اور دنیا والے کبھی معاف نہیں کرتے۔کسی کی برائی کو ہمیشہ یادرکھتے ہیں۔فضاء نے اپنا بیگ پکڑا اور گھر سے نکل پڑی۔ضحاک کو بہت دکھ ہوا کہ ابو نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

"شرم آنی چاہیے آپ دونوں کو۔آپ بھی بیٹیوں والے ہیں۔آج آپ سب کو بتا دوں فضاء میری پسند ہے۔میں اس سے محبت کرتا ہوں۔" ضحاک یہ کہہ کر گھر سے باہر آیا۔فضاء نظر نہیں آئی وہ جا چکی تھی۔اپنی گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی گھر کی طرف دوڑا دی۔گھر پہنچا اور گھر میں داخل ہوا۔فضاء نظر نہیں آئی۔اس کا بیگ زمین پر پڑا ہوا تھا۔

"کہاں چلی گئی ہے۔میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔پر وہاں یہ سب ہوگا سوچا نہ تھا۔"

اندھیرا پھیل چکا تھا۔بارش ہونے والی تھی۔دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔سانس پھولی ہوئی تھی۔

"فضاء! فضاء۔" اس کو آواز دی۔دروازے پر بیل بجی۔فوراً دروازہ کھولا۔

"میں آگیا۔" قاسم ہاتھ میں پھول لیے کھڑا تھا۔

"یار! تو یہاں کیا کر رہا ہے۔" ضحاک کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

"ایسے استقبال کرتے ہیں۔ کہیں ڈسٹرب تو نہیں کیا۔ اتنی دیر بعد مل رہے ہو۔" ضحاک نے پھول زمین پر بیٹھ کر ضحاک کو پیش کیے۔ ضحاک باہر نکلا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"بکواس بند رکھ۔ اتنی فلمیں مت دیکھا کر۔"

"کیا ہوا ہے؟" قاسم بھی اب پریشان ہوا۔

"فضاء نہیں مل رہی۔ نہ جانے اتنی رات کو کہاں چلی گئی ہے۔ فضاء، فضاء۔" ضحاک اسے آوازیں دینے لگا۔

"ضحاک! کیا ہوا ہے۔ اتنی رات کو اتنی ٹھنڈ میں کیوں آواز دے رہے ہو۔ سب خیر تو ہے۔"

ضحاک نے اسے مختصر سارا واقعہ سنایا۔ قاسم بھی اسے ڈھونڈنے لگا۔ گھر کے پیچھے فضاء کی بریسلیٹ ملی۔ اب دونوں اور پریشان ہو گئے۔ گھر کے پیچھے جنگل تھا۔ دونوں پیچھے کی طرف بھاگے۔ جنگل درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ رات کے اندھیرے کی وجہ سے مشکل ہو رہی تھی۔ ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔ اب دونوں موبائل کی لائٹ سے دیکھنے لگے۔

"تو اس طرف جا، میں دوسری طرف جاتا ہوں۔" قاسم نے کہا۔ جوں جوں جنگل میں ضحاک آگے بڑھ رہا تھا مشکل اور زیادہ ہو رہی تھی۔ ضحاک کو کچھ سنائی دیا۔ موبائل کی روشنی سے دیکھنے لگا۔ سامنے کچھ نظر آیا۔

"فضاء۔ فضاء۔" زور سے چلایا اور آگے بھاگا۔ سامنے نہر تھی اور فضاء ادھر کھڑی تھی۔ اس نے مڑ کر ضحاک کو دیکھا اور چھلانگ لگا دی۔

ضحاک اور تیز بھاگا اور نہر کے پاس پہنچا۔ نہر میں پانی کی رفتار تیز نہ تھی۔ قاسم بھی آواز سن کر وہاں کی طرف آیا۔ ضحاک نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ بڑی جسامت کی وجہ سے اسے فائدہ ہوا۔ فضاء کی طرف بڑھا اور اسے بڑی مشکل سے نہر سے نکالنے لگا۔ قاسم بھی وہاں پہنچ گیا۔ ضحاک اسے کونے تک لایا۔ تو قاسم نے فضاء کو پکڑا اور اس سے باہر نکالا۔ ضحاک نہر سے باہر آیا۔ فضاء بیہوش ہو چکی تھی۔

"ضحاک! اس کی حالت بہت خراب ہے۔ اسے ہسپتال لے کر جانا ہو گا۔" قاسم بولا۔ فضاء کو سانس لینے میں مشکل ہو رہی تھی۔ ضحاک نے اسے اٹھایا اور دونوں نے دوڑ لگائی۔ جنگل سے ہوتے ہوئے گھر تک پہنچے۔

قاسم نے اپنی گاڑی نکالی۔ ضحاک اسے لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''اس کا رنگ پیلا ہو رہا ہے۔ کیا کروں۔'' ضحاک کا لہجہ سرد تھا۔

''اس کے ہاتھوں کو رگڑ، ہم بس ہسپتال پہنچنے والے ہیں۔'' قاسم نے کار کی رفتار تیز کی۔ تھوڑی دیر بعد ہسپتال پہنچے۔ قاسم نے کار روکی اور فوراً گاڑی کا دروزاہ کھولا۔ ضحاک نے فضاء کو گود میں اٹھایا اور ہسپتال کے اندر بھاگا۔ اسے ایمرجنسی میں اندر لے جایا گیا۔ قاسم اور ضحاک باہر رکے۔ ایک نرس آئی اور سوال پوچھنے لگی۔

''کیا ہوا تھا۔ کیا خودخوشی کا مسئلہ ہے؟''

''نہیں۔'' قاسم فوراً بولا۔ ''ہم گھومنے نکلے تھے۔ نہر کے پاس تھے کہ اچانک اس کا پیر پھسل گیا اور پانی میں گر گئی۔''

نرس وہاں سے چلی گئی۔ ضحاک ٹینشن سے چکر لگانے لگا۔

''ضحاک! پریشان نہ ہو ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کہ اس نے اتنا بڑا قدم اٹھایا۔'' قاسم ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''بے وقوف ہے۔ چھوڑنے نہیں والا اس کو...... پیدی۔'' ضحاک غصے میں آ گیا۔

''ضحاک! اپنے غصے پر کنٹرول رکھو۔ تمہارے سارے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ تم ادھر رکو، میں تمہارے کپڑے لے کر آتا ہوں۔'' قاسم نے ضحاک سے گھر کی چابی لی۔ اس کے گھر گیا۔ اس کے کپڑے سوٹ کیس میں ہی تھے۔ انہیں بیگ میں ڈال کر واپس ہسپتال کے لیے روانہ ہوا۔

⁂......⁂......⁂

قاسم جب ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹر جا چکے تھے۔ ضحاک فضاء کے پاس بیٹھا تھا۔ ابھی اسے آکسیجن لگی ہوئی تھی۔ قاسم نے اسے بیگ دیا اور خود ڈاکٹر سے ملنے گیا۔ واپسی پر ضحاک کے لیے کھانا لے کر آیا۔ ضحاک نے کپڑے بدل لیے تھے۔ قاسم نے اسے کافی اور سینڈوچ دیا۔ دونوں کمرے میں بیٹھ گئے۔

''ڈاکٹر سے مل کر آ رہا ہوں۔ ویسے تو خطرے سے باہر ہے۔ پر ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اس نے کسی بات کا بہت سٹریس لیا ہے۔ ہوا کیا تھا؟'' قاسم کے پوچھنے پر ضحاک نے ساری بات بتائی۔

''ضحاک! انہوں نے بس فضاء کا ویک پوائنٹ پکڑا ہے۔ برا مت منانا، اگر آنٹی ایسی تھیں بھی تو بیٹی کا کیا قصور۔ اسلام میں باپ کی سزا بیٹے کو دینے سے منع کیا ہے۔ تم سمجھ رہے ہو نا۔ اب کوئی بھی کسی کی ماں کو بار بار برا بھلا بولے گا تو اسے غصہ تو آئے گا۔ کیا تم نے فضاء کو اپنے بارے میں بتایا ہے۔''

''نہیں ابھی موقع نہیں ملا۔''

ضحاک کے فون کرنے پر انکل راحیل اور آنٹی آمنہ بھی آ گئے۔ آنٹی آمنہ اس کے لیے یخنی بنا کر لائیں۔

''اب کیسی طبیعت ہے؟'' آنٹی آمنہ نے پوچھا۔

''خطرے سے باہر ہے۔''

''یہ موقع تو نہیں پر ابو کیا آپ اس شادی سے خوش نہیں۔''

انکل راحیل خاموش رہے۔ آنٹی آمنہ بولیں۔

''معاف کرنے کی ذات اللہ کی ہے۔ طاہرہ نے اپنی جوانی میں جو بھی کیا تھا وہ غلط تھا۔ جب اسے اپنے کیے کا احساس ہوا تو اس نے اللہ سے بہت معافی مانگی۔ تم لوگوں کو آج سچ بتاتی ہوں۔ آج سے بہت دیر پہلے طاہرہ کی کام والی نے اس سے اپنے بیٹے کے لیے دعا کرنے کو کہا۔ اس بات نے طاہرہ کو بدل دیا۔ وہ کتنی دیر یہی سوچتی رہی کہ پورا خاندان اسے باتیں کرتا ہے اور کوئی اسے اپنی اولاد کے لیے دعا کرنے کو کہہ رہا ہے۔ بس اللہ نے جسے ہدایت اور سیدھا راستہ دکھانا ہو۔ ہماری اکثر ملاقات اسلامک سینٹر میں ہوتی تھی۔ طاہرہ نے اللہ سے ہمیشہ تین دعائیں مانگی تھیں اور وہ قبول ہوئیں۔ ایک اس کی اولاد اس جیسی نہ ہو۔ اللہ کا شکر ہے فضاء ویسی نہیں۔''

''اور باقی دعائیں۔'' انکل راحیل نے پوچھا۔

''دوسرا اللہ اسے حج اور عمرہ کروائے۔ اس کو دونوں نصیب ہوئے۔ اور تیسرا وہ پاکستان میں دفن ہو۔ اللہ نے اسے شاید معاف کر دیا اس کی یہ خواہش بھی پوری ہوئی۔''

''مگر تکلیف تو فضاء کو اٹھانی پڑ رہی ہے۔ وہ کس بات کی سزا کاٹ رہی ہے۔'' قاسم دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔

''ضحاک! تم اندر جاؤ فضاء کے پاس۔''

ضحاک اندر گیا تو قاسم بولا۔

''مجھے آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔امید کرتا ہوں آپ لوگ میری بات سمجھ جائیں گے۔'' قاسم نے ضحاک کی صحت کے حوالے سے ساری تفصیل اس کے والدین کو بتائی۔

''جب وہ سکول جاتا تھا۔اگر آپ اس پر توجہ دیتے اسے اعتماد دیتے تو آج یہ سب نہ ہوتا۔اسے فیملی کی توجہ کی بہت ضرورت ہے جس سے وہ جلد ٹھیک ہوگا۔گھر کے حالات میں نے دیکھ لیے ہیں۔فضاء سے بہت محبت کرتا ہے۔محبت پر کسی کا کنٹرول نہیں ہوتا، ہو جاتی ہے۔فضاء، ضحاک کی زندگی میں ایک امید کی کرن ہے۔''

آنٹی اور انکل ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔ان کے بیٹے کو کیا کچھ فیس کرنا پڑ رہا ہے۔

''ضحاک سے کہنا میں اس رشتے سے شروع دن سے خوش تھا۔بس نہ جانے کیوں مجھے اسکی ہر وقت فکر رہتی ہے۔ان دونوں بہوؤں نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا۔اب وہ خود بھگت رہی ہیں۔جو بزنس شروع کیا تھا وہ سارا ختم ہو گیا ہے۔الٹا جو بنک سے اتنا بڑا لان لیا تھا وہ اتارنا پڑ رہا ہے۔تم اس کے اچھے دوست ہو۔مجھے اس کی صحت کے حوالے سے خبر دیتے رہنا۔'' انکل راحیل نے قاسم کے کندھے پر پیار دیا اور دونوں گھر چلے گئے۔

قاسم نے ضحاک سے اجازت لی اور واپس ہوٹل آگیا۔

٭......٭......٭

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ضحاک فضاء کے پاس آکر بیٹھ گیا۔اپنا موبائل نکالا اور کی لی ہوئیں پرانی تصویریں دیکھنے لگا۔تھوڑی دیر بعد فضاء کو ہوش آیا۔ضحاک اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

''اب کیسی ہو فضاء۔'' اس کے ماتھے پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگا۔

''ٹھیک......ہوں......'' فضاء روتی ہوئی آواز میں بولی۔ضحاک نے اسے سیدھا بٹھایا۔فضاء کے ٹانگ اور ہاتھ پر چوٹ لگی تھی۔

''کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی فضاء۔ میرا تو سوچ لیتی۔'' ضحاک کو اسکی حرکت پر غصہ تو آ رہا تھا۔ پر خود پر قابو رکھا۔ بیگ سے یخنی نکالی اور بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

''اب یہ ساری یخنی ختم کرو۔'' بڑے پیار سے اسے ساری یخنی پلائی۔

''مجھے گھر جانا ہے ابھی۔''

''میں ڈاکٹر سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔ ابھی آرام کرو۔'' ضحاک نے اسے دوائی دی اور وہ سو گئی۔ ضحاک بھی پاس کرسی پر سو گیا۔ صبح جب اس کی آنکھ کھولی تو فضاء اٹھ چکی تھی۔ ضحاک کو دیکھتے ہی بولی۔

''مجھے اب گھر جانا ہے۔'' اور ساتھ ہی بیڈ سے اتر گئی۔ ضحاک نے اسے پکڑا۔

''فضاء! ایک منٹ روک جاؤ۔ میں ڈاکٹر سے پوچھ کر اور بل ادا کر کے آتا ہوں۔'' ضحاک کمرے سے باہر گیا۔ ڈاکٹر سے اجازت لی اور جب بل ادا کر کے آیا تو فضاء کمرے میں نہیں تھی۔ اپنا بیگ پکڑا باہر بھاگا۔

فضاء کار پارکنگ کی طرف جا رہی تھی۔ ضحاک نے دوڑ لگائی اور اس کے پاس پہنچا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔

''فضاء! کہاں جا رہی ہو؟ باہر بہت زیادہ ٹھنڈ ہے۔''

''مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا۔ چھوڑ دو۔'' فضاء آگے بڑھی تو ضحاک نے اسے زبردستی روکا۔

''چلو میری گاڑی میں۔'' ضحاک بڑی مشکل سے فضاء کو اپنی کار کی طرف لے کر گیا۔ کار کا دروازہ کھولا بیگ اندر پھینکا۔ اب اس سے مشکل مرحلہ تھا فضاء کو گاڑی میں بٹھانا۔ فضاء نے بھی اپنا پورا زور لگایا۔

''یار پیدی......سی ہو......اور اتنی طاقت......کہاں سے لائی ہو۔'' ضحاک نے اپنی پوری طاقت لگا کر اسے گاڑی میں بٹھایا۔ گاڑی لاک کی اور دوسری طرف سے آ کر بیٹھا۔

''چھوٹی سی ہو اور اتنی طوفانی ہو۔''

''مجھے جانے دو۔'' فضاء نے اسے پھر مکے مارے۔ ضحاک نے فوراً گاڑی سٹاٹ کی اور گھر کی طرف روانہ کی۔ فضاء نے جب دیکھا اب کوئی فائدہ نہیں رہا تو آرام سے بیٹھ گئی۔ ضحاک کی طرف اپنی انگلی کر کے بولی۔

''خبردار آئندہ کے بعد مجھے پیدی کہا Mr.hulk۔''

''ہاہاہاہا۔واقعی میں طوفان ہو پوری۔آرام سے بیٹھ جاؤ مجھے پہلے ہی تم پر بہت غصہ ہے۔''

فضاء خاموش ہو کر بیٹھ گئی۔ضحاک نے گھر کے آگے گاڑی روکی۔

''گاڑی سے مت اترنا۔ڈاکٹر نے چلنے سے منع کیا ہے۔اب مزید چل کر پیر کا زخم اور خراب مت کرنا۔''

ضحاک گاڑی سے اترا اور گھر کا دروازہ کھول کر آیا۔گاڑی کا دروازہ کھولا اور فضاء کو پکڑا۔

''آؤ تم کو اب اپنے ہاتھوں سے پانی میں پھینک کر آتا ہوں۔''

اس کی اس بات پر فضاء نے اسے گھور کر دیکھا۔ضحاک اسے اندر لایا اور بیڈ پر لٹایا۔اس پر کمبل دیا۔

''آرام کرو۔میں کچھ کھانے کے لیے پکاتا ہوں۔''

''میں پلاؤ کھاؤں گی۔''فضاء یہ کہہ کر فوراً اپنے اوپر کمبل لے لیا۔

''جو حکم۔''ضحاک نے کمبل ہٹایا۔اسے پیار کیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔فضاء اسکی حرکت پر حیران ہوئی۔

ضحاک کچن میں آیا۔نیٹ سے پلاؤ بنانے کی ترکیب دیکھی۔مارکیٹ سے سامان لایا اور پلاؤ بنایا۔اسے زیادہ مشکل نہیں ہوئی کیونکہ کھانا بنانا اسے آتا تھا۔

شام تک کھانا بنا کر فارغ ہوا اور پلاؤ کو اچھے سے سجا کر کمرے میں لایا۔فضاء اٹھ چکی تھی۔

''لیں آپ کا آرڈر حاضر ہے۔بتاؤ کیسا بنا ہے؟''ضحاک نے اسکے میں نوالہ ڈالا۔

''مزے کا ہے۔کہاں سے سیکھا ہے؟''

''ابھی نیٹ سے دیکھا اور بنا دیا۔''

''مجھے شروع دن سے معلوم تھا کہ تم بہت ذہین ہو۔''فضاء مزے سے پلاؤ کھانے لگی۔

''مطلب شروع دن سے......یعنی سکول کے دنوں سے۔''ضحاک نے اسے غور سے دیکھا۔

''کچھ نہیں پیچھے ہٹو۔میں نہانے جا رہی ہوں''فوراً بات بدلی۔

''فضاء! ایک منٹ یہ تمہارے لیے۔''ضحاک نے اسے ایک بیگ دیا۔''میں نے تمہارے لیے آرڈر کیا تھا۔''

فضاء نے بیگ کھولا۔اس کا فیورٹ ہرن والا سوٹ تھا۔فضاء نے اس سوٹ ادھر بیڈ پر چھوڑ دیا۔

''میں نے کل آفس بھی جانا ہے۔اب میں گھر پر نہیں رک سکتی۔''

فضاء واش روم چلی گئی۔ضحاک نے برتن سمیٹے اور فضاء کی دوائی لینے چلا گیا۔اپنا موبائل گھر پر بھول گیا۔ فضاء واش روم سے آئی تو بیڈ پر بیٹھی۔ضحاک کے موبائل کی گھنٹی بجی۔فضاء نے دیکھا تو قاسم کا فون تھا۔بیل بار بار بجنے پر فضاء نے فون اٹھایا۔دونوں ویسے بھی پرانے کلاس فیلو رہ چکے تھے۔قاسم نے فضاء کو ضحاک کی صحت کے حوالے سے آگاہ کیا۔جس کو سن کر فضاء شا گڈ ہوئی۔

''بھابھی! ضحاک آپ سے بہت پیار کرتا ہے۔مجھے معلوم ہے آج سے بہت دیر پہلے آپ نے ضحاک کو شادی کے لیے کہا تھا۔تب اس نے انکار کیا تھا۔بھابھی ذرا دماغ پر زور ڈالیں اور یاد کریں۔جب آپ اس دن اس سے ملنے گئی تھیں تو کمرے کی کیا حالت تھی۔'' قاسم کے پوچھنے پر فضاء سوچتے ہوئی بولی۔

''کمرے کی......حالت خراب تھی۔سامان ادھر ادھر پڑا ہوا تھا۔ضحاک کا حلیہ......بھی خراب......تھا۔''

''میری بات سمجھنے کی کوشش کرنا۔ضحاک کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔اس کے ایک دن پہلے انکل راحیل نے ضحاک کے لیے ایک رشتہ بتایا تھا۔وہ ان کے دوست کی بیٹی تھی۔اس لڑکی نے رشتہ سے انکار کر دیا۔جس پر اس کے دونوں بھائی اور بھابھیوں نے اس کا خوب مزاق اڑایا کہ وہ موٹا ہے، کالا ہے،اس کی کبھی شادی نہیں ہو گی۔اس کے اگلے دن آپ کو یاد ہوگا۔پال اور لیزا انہوں نے ضحاک کی چھپ کر تصویریں کھینچ کر فیس بک پر اپ لوڈ کر دیں۔جس سے اس کا مذاق بن گیا۔جب آپ نے اس کو شادی کے لیے کہا تو وہ برداشت نہ کر پایا۔''

''پر اس نے مجھ سے کبھی کچھ نہیں کہا۔'' فضاء کا گلا خشک ہو گیا۔

''اگر اس کی جگہ کوئی بھی اور ہوتا تو اس کا ری ایکشن ایسا ہی کچھ ہوتا۔ضحاک نے ویسے بھی اس رشتے سے انکار کرنا تھا کیونکہ وہ آپ کو پسند کرتا تھا۔اگر سچ پوچھیں تو ضحاک کب کا خودکشی کر چکا ہوتا اس bullying کی وجہ سے۔اس کے پاس صرف ایک امید تھی زندہ رہنے کی اور وہ وجہ آپ تھیں۔اس کو اب آپ کے ساتھ کی بہت ضرورت ہے۔بھابھی آپ کا پیار اور توجہ اسے بہت جلد ٹھیک کرے گا۔'' قاسم نے سکون سے اسے بتایا۔

''پیار کرتا ہے پر وہ مجھے شادی کے بعد......''

''فضاء! بھابھی وہ چند ہفتوں تک آپ کو اپنے پاس بلانے والا تھا۔پر جب ہماری ملاقات ہوئی تو مجھے

معلوم ہوا کہ ضحاک کو بائی پولر ڈس آرڈر کا مسئلہ ہے۔ اس کا غصہ بہت بڑھ گیا تھا۔ اسے یہ ڈر تھا کہ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچا دیے۔''

فضاء نے فون پر کر دیا۔ ضحاک کا موبائل چیک کیا تو پورے موبائل میں فضاء ہی کی تصویریں تھیں۔ بیڈ سے ضحاک کا دیا ہوا سوٹ اٹھایا۔ فضاء نے وہ سوٹ پہنا۔ تولیے سے بال خشک کرنے لگی۔ نہانے کی وجہ سے ہاتھ اور پیر کی پٹی گیلی ہو چکی تھی۔ اس پٹی کو اتار دیا، زخم سے خون نکلنے لگا۔ اتنے میں ضحاک آ گیا۔ فضاء کو دیکھا کندھے پر تولیہ تھا اور سر جھکائے ٹشو سے خون صاف کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ضحاک فرسٹ ایڈ کا ڈبہ لایا اور زمین پر بیٹھ گیا۔

''چھوڑو...... مجھے صاف کرنے دو۔ ڈاکٹر نے آرام کے لیے کہا تھا اب دیکھ لو کیا ہوا ہے۔'' ضحاک نے بڑے آرام سے پہلے سارا زخم صاف کیا۔ بعد میں پٹی کر دی۔ فضاء اس وقت اسے دیکھے جا رہی تھی۔ پھر ہیئر ڈرائیر سے فضاء کے بال خشک کیے اور ساتھ میں کنگھی کی۔ دودھ گرم کر کے دیا۔ فضاء سونے کے لیے لیٹ گئی۔

''فضاء! میرے ساتھ لندن چلو گی۔ ہم ادھر ہی رہیں گے۔'' ضحاک نے اسے دوا دی۔

''ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ پر ہم جلدی جائیں گے۔'' ضحاک کو حیرت ہوئی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ فضاء اتنی جلدی مان جائے گی۔

''میرے سوٹ پہننے کا شکریہ، تم اس میں بہت پیاری لگ رہی ہو۔'' دونوں بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''اس لیے تو پہنا ہے تاکہ پیاری لگوں۔'' فضاء نے شرماتے ہوئے کہا۔ ''ضحاک! ایک بات بتاؤں جب سے میں اس گھر میں آئی ہوں۔ روز لائٹ آن کر کے سوتی ہوں۔ مجھے اکیلے میں بہت ڈر لگتا ہے۔ اونچی آواز میں ٹی وی لگاتی تھی تاکہ میرا خوف دور ہو جائے۔'' ضحاک نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

''مجھے معاف کر دو۔ آئندہ کے بعد تم کو کبھی تنہا نہیں چھوڑوں گا اور ایک بات یاد رکھو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔''

''ایک بات بولوں مجھے تمہاری لی ہوئی تصویریں دیکھنی ہیں۔ جو اتنے سالوں سے تم کھینچ رہے ہو۔'' ضحاک اپنا لیپ ٹاپ لے آیا۔ اس میں بہت سی تصویریں ہرن کی تھیں۔ فضاء وہ تصویریں دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

''آؤ تم کو وہ گیم دکھاتا ہوں جو میں نے بنائی ہے اور بہت مشہور بھی ہوئی ہے۔'' ضحاک نے اسے وہ گیم دکھائی اور دونوں وہ گیم کھیلنے لگے۔

⚝......⚝......⚝

ضحاک اور فضاء دونوں لندن شفٹ ہو گئے۔ فضاء نے اپنی تمام توجہ ضحاک کو دی جس سے اس کو ٹھیک ہونے میں زیادہ مدد مل رہی تھی۔ امریکہ جانے سے پہلے فضاء نے اپنی جاب بھی چھوڑ دی۔

''مجھے بہت خوشی ہوتی اگر تم میرے پاس جاب کرتی۔ تم بہت ذہین ہو۔'' فضاء اپنی باس کے آفس میں موجود تھی۔

''میرے شوہر کو میری ضرورت ہے۔ اس لیے جاب چھوڑ رہی ہوں۔''

''پھر بھی تم کوشش کرو۔ بہت سے لوگ گھر بھی سنبھالتے ہیں اور ساتھ میں جاب کرتے ہیں۔''

''میں نے آپ کو بتایا نا۔ میں اپنے شوہر سے بہت پیار کرتی ہوں۔ میں اپنا سارا فوکس، توجہ اور پیار ان کو دینا چاہتی ہوں۔ میری صبح، دوپہر شام ان کے لیے ہے۔ جاب کے ساتھ یہ ممکن نہیں۔ اگر ان کو میری توجہ چاہیے اور میں اپنے آفس کے کاموں میں مصروف ہوئی تو؟''

''میں تمہاری پروموشن کے بارے میں سوچ رہی تھی۔''

''میرے شوہر کی خوشی میرے لیے پروموشن ہے۔'' فضاء نے اپنا استعفیٰ باس کو دے دیا۔

صبح کا وقت تھا۔ ضحاک اور فضاء دونوں اپنے اپارٹمنٹ کی بالکنی میں بیٹھے تھے۔ ضحاک اپنا کیمرہ صاف کر رہا تھا۔ فضاء اس کے لیے ناشتہ لائی۔

''ضحاک! ایک بات کہوں؟''

''ہاں بولو۔''

''مجھے تم پہلے زیادہ پیارے لگتے تھے۔'' فضاء نے اسے دودھ کا گلاس دیا۔ ضحاک مسکرانے لگا۔

''میں بدلہ تو نہیں...... بالکل ویسا ہی ہوں۔''

''ہنس رہے ہو۔ ویسے ایک اور بات کہوں۔ تم نے کبھی نہیں کہا کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔ اور یاد ہے

جب میں نے شادی کے لیے کہا تھا تم نے میری کتنی بے عزتی کی تھی۔'' فضاء کرسی پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔

''تم کو کس نے کہہ دیا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں؟'' ضحاک نے دودھ کا خالی گلاس میز پر رکھا اور پھر کیمرہ صاف کرنے لگا۔ فضاء نے پہلے تو اسے غصے سے دیکھا جو بڑے سے اپنے کام میں مگن تھا۔

''تو اب کہہ دو۔'' فضاء کو غصہ چڑھ گیا۔

''کیا کہہ دوں۔''

''کچھ نہیں...... اپنا کام کرو۔'' فضاء اٹھ کر جانے لگی تو ضحاک نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے پاس کرسی پر بٹھایا۔

''میری پیاری بیگم بہت پیار کرتا ہوں تم سے۔ جب پہلی بار تم کو ایک مارکیٹ میں دیکھا تھا۔ تم نے ریڈ کلر کا فراک پہنا تھا اور ایک ہرن کے کھلونے سے کھیل رہی تھی۔ پوری ایک گڑیا لگ رہی تھی...... اور پھر سکول میں دیکھا بس تب سے تمہارا فین بن گیا۔''

''سچ میں۔''

''ہاں سچ میں۔ مجھے تمہارے ساتھ کی بہت ضرورت ہے۔''

''ضحاک میرے پیارے شوہر میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی۔''

معاف کر دینے کی ذات اللہ کی ہے۔ والدین کو اپنے بچوں پر بہت توجہ دینی چاہیے۔ ان میں خوف خدا پیدا کرنا چاہیے۔ اگر وہ کسی کی خوشی نہیں دے سکتے تو تکلیف بھی نہ دیں۔

...... ختم شد ......